انوارِ آلِ حسن علیہ السلام

﴿خصوصی تذکرہ حضرت سید نظام الدینؒ بری حسنی گیلانی﴾

الٰہی بحق بنی فاطمہ (س)
کہ برقول ایماں کنی خاتمہ

تحقیق وتالیف: سید محمد عباس حسنی گیلانی

مشخصات

نام کتاب: انوارِ آلِ حسن علیہ السلام

زیر نگرانی: علامہ سید امیر حسین حسنی نقیب الاشراف

تحقیق وتالیف: سید محمد عباس حسنی گیلانی

نظر ثانی: ڈاکٹر محمد حسین آزاد قادری

معاونت: سید سعید عباس حسنی گیلانی، محمد رمضان چشتی معینی

کمپوزنگ: ملک محمد علی، عباس رضا بھٹی

پرنٹنگ: خان محمد الرضا پرنٹنگ پریس بھکر

تعداد: 500 عدد

قیمت: 300 روپے

تاریخ: اگست 2017ء

ملنے کا پتہ: شہانی تحصیل وضلع بھکر

رابطہ نمبر: 03448302872
03347577507

تاثرات : شہزادہ سیّد علی عباس گیلانی ولی عہد آستانہ عالیہ حضرت پیر سیّد محمد شریف شاہ گیلانیؒ

حویلی پیراں دی، ارائیاں شریف، رائے ونڈ روڈ، لاہور

اس تحریر کردہ کتاب "انوارِ آلِ حسن علیہ السلام" کا مسودہ موصول ہوا۔ یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ "انوارِ آلِ حسن علیہ السلام" مکمل ہو چکی ہے اور زیورِ طبع سے آراستہ ہونے والی ہے۔ نسخہ کا مطالعہ کر کے معلوم ہوا کہ اس میں بڑی وضاحت سے اہلِ بیت علیہم السلام کے تاریخی حالات تحریر کئے گئے ہیں۔ جس طرح سیّد محمد عباس حسنی گیلانی صاحب نے آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ساداتِ بنوفاطمہؑ) پر ظلم و ستم کا تذکرہ کیا ہے اور مشہور اولیائے کرام اور بزرگانِ دین کی ہندوستان میں ابتدائی آمد بیان کی ہے۔ خصوصاً حضرت سیّد محی الدین ابو محمد عبدالقادر گیلانیؒ المشہور غوث اعظم کی سیادت پر اعتراضات اُٹھانے والوں کو جو تحقیقی و تفصیلی جواب دیا ہے اِس سے مئولف کی محمدؐ و آلِ محمدؐ سے عقیدت اور محبت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ کتاب "انوارِ آلِ حسن علیہ السلام" کے مطالعہ سے جہاں حضرت سیّد محی الدین ابو محمد عبدالقادر گیلانیؒ المشہور غوث اعظم کے اجداد کی محبت میں اضافہ ہوگا وہیں حضرت غوث پاکؒ کی آل واولاد کی عقیدت و عظمت دلوں میں پیدا ہوگی۔ خدائے لم یزل ولایزال کی بارگاہ مجیب الدعوات میں دست بستہ بصد عجز و نیاز دُعا ہے کہ وہ پیارے نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حضرت جنابِ سیّدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا و حضرت امام علی مُرتضٰی علیہ السلام اور حضرت امام حسن علیہ السلام و امام حسین علیہ السلام کے طفیل مصنف سیّد محمد عباس حسنی گیلانی صاحب کی اِس سعی و کوشش کو قبولیت بخشے اور ان کے لیے سرمایہ آخرت بنائے اور اللہ تعالیٰ ان کے فیض کو جاری رکھے اور اِن کے مراتب کو مزید بلند فرمائے۔ آمین از

تاثرات: سید محبوب علی شاہ گیلانی (ایم اے اردو، ایم اے اسلامیات، بی ایڈ) ہری پور

جناب سید محمد عباس حسنی گیلانی صاحب کی تحقیقی کتاب" انوارِ آل حسن علیہ السلام" میرے سامنے ہے۔فاضل مصنف نے دائرہ تحقیق میں نہ صرف شجرہ ساداتِ حسنی بلکہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی ؒ کے سلسلہ نسب سے متعلق پیدا کردہ سوالات کے جوابات کا مستند کتبِ تاریخ سے مستند حوالہ جات اور بااحسن طریقے سے سیر حاصل تبصرہ قلم بند کیا ہے اور تحقیق کا صحیح حق ادا کیا ہے۔انہوں نے بنیادی مصادر اور عقلی دلائل سے معترضین کے اٹھائے گئے نکات کا بھرپور جواب دیا ہے۔انہوں نے موضوع سے متعلقہ کتب کی وافی وشافی مقدار میں مطالعہ اور گھریلو قلمی نسخہ جات جو پشت در پشت سادات گھرانوں میں چلے آتے ہیں یا موجود ہیں۔ان کی مدد سے کتاب ہذا مرتب کی گئی ہے۔جس سے بہت سی غلط فہمیوں کا تدارک ہوگا اور یہ اتحاد بین المسلمین کی طرف عمدہ قدم ہے۔اس کتاب کی زبان صاف، شُستہ وشائستہ ہے۔معیارِ صداقت کو برقرار رکھا گیا ہے۔اس میں درج حکایات دل پذیر بھی ہیں اور چشم کشا بھی ہیں۔ مصنف کی یہ کاوش اس لحاظ سے بھی اہم ہے کہ آلِ امام حسن علیہ السلام کو ہر طرح کی دھند سے روشنی کی لکیر کی طرح واضح کیا ہے۔اور مضبوط مستند حوالوں سے حضور غوث اعظم ؒ کے نسب پاک کو باضابطہ انداز سے سپرد قلم کیا ہے۔امید ہے کہ مصنف کی اس تحقیقی کاوش کو شعبہ تاریخ میں ستائش و تحسین کی نگاہ سے دیکھا جائے گا جس سے قلوب نورِ ایمان سے منور ہوں گے۔

میں فاضل مصنف کو اس تذکرے کی اشاعت پر ایڈوانس مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے صدقے میں اُن کی اس کوشش وسعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے انہیں اجر عظیم عطا فرمائے اور ان کے زورِ قلم اور دلکش اندازِ تحریر میں دن دگنی رات چگنی ترقیاں فرمائے اور ان کی اس کاوش کو اُن کی بخشش اور نجات کا ذریعہ فرمائے۔آمین

الرقوم: 26-07-2017

تاثرات: ڈاکٹر محمد حسین آزاد قادری (ملتان)

بنو ہاشم اور بنو امیہ کی سیاسی آویزش پہلے سے ہی موجود تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پردہ فرما جانے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بالترتیب خلفاء مقرر ہوئے یہ دونوں حضرات القدس اور نہ ہی بنوامیہ سے تھے۔ خلافت کا سلسلہ بغیر کسی آویزش چلتا رہا۔ اسلام کی ترویج واشاعت اس قدر ہوئی کہ اسلامی ریاست کی سرحدیں عراق وشام اور روم و ایران تک پھیل گئیں۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالی تو اسلامی ریاست کی سرحدوں نے مزید وسعت اختیار کی لیکن اس کے ساتھ ہی بنو ہاشم اور بنوامیہ کی عصبیت نے بھی سر اُٹھانا شروع کر دیا کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بنوامیہ سے تھے۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجھہ الکریم اسلامی ریاست کے خلیفہ بنے تو ہاشمی واموی آویزش عروج پر تھی۔ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجھہ الکریم کا پورا عرصہ میدان کارزار میں گزر گیا۔ یہاں تک حضرت علی کرم اللہ وجھہ الکریم مرتبہ شہادت کو جا پہنچے۔ آپ کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے۔ کچھ عرصہ بعد وہ بھی مرتبہ شہادت کو جا پہنچے۔ اسلامی ریاست خلافت سے ملوکیت میں بدل گئی۔ مکمل اختیار بنوامیہ کے پاس چلا گیا۔ اس ملوکیت کے دور میں بنو ہاشم پر ظلم وستم کی انتہاء کر دی گئی۔ واقعہ کربلا میں اہل بیت اطہار کا بے دریغ خون بہایا گیا۔ یہاں تک کہ حضرت علی کرم اللہ وجھہ الکریم کے دوسرے صاحبزادے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بھی مرتبہ شہادت کو جا پہنچے۔ اموی مظالم کے بعد عباسیوں کا عہد ستم شروع ہوا۔ بالخصوص سفاح اور منصور سے لے کر مامون الرشید کے عہد تک اہلبیت اطہار پر جو ظلم ڈھائے گئے ان کو احاطہ تحریر میں لانا بہت مشکل ہے۔ منصور عباسی نے ایک ہی دن میں سادات کے 85 افراد کو ایک ہی تلوار سے شہید کر دیا۔

ظلم وستم کے اس دور میں آل حسنؓ میں سے حسنؓ بن زید (متوفی 270ھ) ایران چلے آئے اور آل حسین میں سے حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ (شہادت 203ھ) بھی ایران چلے آئے۔ جنھیں جہاں امان کی کرن نظر آئی انھوں نے وہی راہ لی۔ اس طرح امام حسن اور امام حسین کی اولاد مختلف ممالک میں بکھر گئی۔ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر

جیلانیؒ کے جد امجد سید یحییٰ زیدؒ بھی ایران کے شہر گیلان میں آ گئے جبکہ آپ کے ننھیال پہلے ہی یہاں ہجرت کر کے آ چکے تھے۔ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نسب کے اعتبار سے باپ کی طرف سے حسنی اور ماں کی طرف سے حسینی ہیں۔ آپ 470ھ میں گیلان میں میں پیدا ہوئے۔ 488ھ میں بغداد تشریف لے گئے۔ 5 حکمرانوں کا عہد حکومت دیکھا۔ اسلام کی ترویج و اشاعت میں اپنی زندگی کے 73 برس کے شب و روز ایک کر دیے۔ آپ نے انہیں دنوں تزکیہ نفس، تزکیہ قلب اور تصوف و عرفان کے قواعد معین کیے۔ جو کہ سلسلہ قادریہ کی بنیاد بنے۔ یہ سلسلہ آپ کی زندگی ہی میں پھیل گیا اور جو اس سے منسلک ہوا" قادری" کہلانے لگا۔ 561ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی اولاد نے سلسلہ قادریہ کی ترویج و اشاعت کے بغداد چھوڑا۔ سیدنا عیسیٰ مصر چلے گئے، سیدنا موسیٰ دمشق چلے گئے، سیدنا عبدالعزیز جبال میں آ گئے اور سید ابراہیم واسط چلے گئے۔ یوں سلسلہ قادریہ دنیا کے مختلف مما لک میں پھیل گیا۔ 656ھ میں ہلاکو خان نے بغداد پر حملہ کے اسے تباہ و برباد کر دیا۔ سیدنا عبدالقادر جیلانی کے فرزندان سیدنا عبدالوہاب، سیدنا عبدالجبار، سیدنا عبدلعزیز، سیدنا عبدالرزاق اور سیدنا ابو عبدالرحمٰن عبداللہ کی اولاد بغداد سے ہجرت کر کے مصر، شام اور برصغیر سمیت دنیا کے مختلف مما لک کی طرف چلی گئی۔ ان کی اولاد کثیر تعداد میں برصغیر پاک و ہند میں موجود ہے۔

زیر نظر کتاب "انوار آل حسن" کے مصنف سید محمد عباس حسنی گیلانی کا تعلق بھی سیدنا عبدالرزاقؒ کی اولاد سے ہے۔ موصوف مقالہ نگار کی مذکورہ کاوش نہایت ہی قابل تحسین ہے۔ اس مقالہ میں جہاں انھوں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد سے عقیدت اور محبت کا اظہار کیا ہے وہاں انھوں نے اہل سنت و جماعت اور اہل تشیع کے درمیان باہمی مفاہمت و یگانگت پیدا کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔ اللہ رب العزت کے حضور دعا ہے اُن کی یہ کاوش، اخلاص، جذبہ اتحاد امت اور اہلبیت سے محبت کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرف اوّل

الحمد لاھله والصلٰوة علیٰ اھلھا اما بعد

زندہ اور باضمیر قوموں کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ وہ اپنے آباؤ اجداد اور بزرگان ماسلف کو ہمیشہ یاد رکھتی ہیں۔یہی وجہ ہے علم انساب سیکھنے کی تاکید ہے تاکہ صلہ رحمی اور ہمدردی کا جذبہ تابندہ رہے۔خصوصاً وہ شخصیات لازماً لائق تذکرہ ہیں جن کی زندگیاں اخلاقی،روحانی،اور علمی اعتبار سے مشعل راہ،نمونہ عمل اور سراپائے قرآن وسنت ہیں۔اس سلسلہ میں کتب جلیلات،معتبر شخصیات اور معروضی وتاریخی حالات سے استفادہ کیا گیا ہے۔یہاں نہایت اختصار کیا گیا ہے۔

زیرِ نظر کتاب "انوار آل حسن علیہ السلام" سید نظام الدین بری کی اولاد،سلسلہ حسنیہ کے متوسلین اور سلسلہ قادریہ کے سالکین کے لیے بالخصوص اور بالعموم تاریخ اسلام سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لیے مفید ثابت ہوگی۔

محقق انساب سادات گیلانی رزاقی جناب ڈاکٹر محمد حسین آزاد القادری کی کتب جلیلہ میرے لیے باعث استفادہ و رہنمائی اور تقویت عزم بالجزم ثابت ہوئیں۔انہوں نے گیلانی سادات کے حالات اور دینی وروحانی خدمات نہایت احسن اور مدلل انداز سے قلم بند کی ہیں۔خدا بصدقہ پنجتنؑ پاک انھیں صحت کاملہ عطا فرمائے۔آمین

دوران تحریر بزرگ ذی وقار علامہ سید امیر حسین حسنی نقیب الاشراف (مقیم انگلینڈ) کی مسلسل رہنمائی،تائید اور دعا شامل حال رہی ہے۔خدا ان کا سایہ تا ابد قائم رکھے۔آمین

ذاکر اہلبیتؑ سید عامر عباس ربانی کی حوصلہ افزائی اور دلجوئی کا بھی از حد شکر گزار ہوں۔

اس میدان تحقیق میں برادر عزیز شہزادہ سید علی عباس گیلانی ولی عہد آف لاہور کی

کاوش، لگن اور ذوق وشوق بھی لائق صد تحسین و آفرین ہیں۔حفاظت ریکارڈ کے حوالے سے خلیفہ غلام محمد لنگاہ صاحب آف اوچ شریف بھی قابل داد اور لائق سلام ہیں۔اس حوالہ سے خلیفہ شمیم عباس صاحب اُچ شریف کے مفید مشورے اور محمد رمضان معینی چشتی کا مخلصانہ تعاون بھی نا قابل فراموش رہے گا۔جناب بلال مہدی صاحب کی علمی رہبری کا بھی شکر گزار رہونگا۔

بعون الله تعالىٰ وحسن توفيقه

خدا بصدقہ حبیب کبریاؐ و آل اطہارؑ ہماری حمایت ونصرت فرمائے۔۔۔۔۔(آمین)

احقر الوریٰ سید محمد عباس حسنی گیلانی

تاثرات: مولانا قلب محمد علی شہانی (مدیر جامعۃ الامام المہدیؑ بھکر)

لقد قرأت هذه الرسالة المفيدة ذات قيمه العالية عندماو صل من حبرالقلم على ورقة النورانية اللاهوتية كما هو الحقائق والوقائع السما حة مولانا السيد محمد عباس الحسنى زيد عزه بأ سم "أنوار آل حسنً" واقعاًوا طبعاًفيها من الدّ ر ر البيضا ء لمن ينتهى ويرغب ألى الحقائق.وأ يضاًأناأقول بحسب الخبرةالتى وصلت ألىّ من الأجداد الشرف والسيادة الحسنية موجود فى منطقتنا أعنى الشهانى(بهكر)على حسب معلوماتى وخبرتى كما سمعت ورأيت السيادة الحسنية موجودة فى منطقتنا من الزمن القديم على ما نقل من بعض الأخو ة المخبرين ولمتبصرين بمدّة ثلاة مأة عام أو أكثرأو أقل.

وأنّ سيادتهم ينتهى ألى العالم الزاهد العابد العارف السيّد نظام الدين البرّى الحسنى المتوفى ١٨٦ ١ ه نضرالله مثواه وأعلى الله مقامه وله مكاشفات و كرامات عديدة تحير منها العقول.و أيضاً من نسله الشريف النجل الكريم العالم الزاهد السيد امير حسين الحسنى دامت بركاته نقيب الأشراف شهانى المقيم حالياً فى بريطانيه.وشجرتهم شجرة طيبة من سادات آل حسن عليه السلام.

نسئل الله أن يوفقناوأياهم فى خدمة الدين ونشره وأبلاغه .

سادات پر مظالم۔۔۔۔۔تاریخی حقائق

سادات ایک ایسی مظلوم قوم ہے جو شروع ہی سے آماجگاہ ظلم و ستم رہی ہے۔امام حسن مجتبیٰ اور امام حسینؑ جو کہ جوانانِ جنت کے سردار، صاحبانِ کساء، نورِ نظر محبوب خداؐ، لختِ جگر مولائے کائناتؑ، دلبند بتولؑ، سوارِ مہرِ نبوتؐ ہیں۔جن کے لیے جنت سے لباس آتے تھے اور جن کا جھولا فرشتے جھلایا کرتے تھے۔انہیں زہرِ جفا اور معرکہء کربلا کے ذریعہ بیدردی سے شہید کیا گیا۔(i)

پہلے بنو امیہ اور پھر بنو عباس اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سادات کے خون کا ناحق دریا بہاتے رہے۔آلِ حسینؑ جیسے سید زیدؒ بن امام علی زین العابدینؑ، سید یحییٰؒ بن زیدؒ اور آلِ حسنؑ جیسے سید محمد نفس زکیہؒ بن سید عبداللہ محضؒ اور ان کے بھائی سید ابراہیمؒ نفس رضیہ بن عبداللہ محضؒ کو شہید کر دیا گیا۔منصور عباسی کے دور میں بغداد میں ایک محلّہ تعمیر کروایا گیا جس کی دیواروں میں سادات کو زندہ چنوایا گیا۔بہت سارے سادات کا قتلِ عام کیا گیا۔کئی سادات کو قید میں ڈال کو طرح طرح کی اذیتیں دی گئی جن کی وجہ سے وہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر شہید ہوتے رہے۔سادات بنو حسنؑ اور بنو حسینؑ کی جائیدادیں ضبط کی گئیں۔اس دور میں جس پر بھی سید ہونے کا شبہ ہوتا تو یہی اس کے قتل ہونے کے لیے کافی تھا۔منصور عباسی کا دور بطور خاص حسنی سادات کے لیے بہت مشکل اور کٹھن تھا۔امام مالکؒ بن انس کو اس لیے تازیانے مارے گئے کیونکہ انہوں نے سید محمد ذو نفس زکیہؒ کی بیعت اور حمایت کی تھی۔

امام ابوحنیفہؒ کو اس وجہ سے پابند سلاسل کیا گیا کہ انہوں نے سید زید شہیدؒ بن امام زین العابدینؑ کی بیعت اور حمایت کی تھی۔پھر 150ھ میں انہیں زہر دلوادیا گیا۔یہ مقام فکر

ہے کہ اس پر آشوب اور کٹھن دور میں حضرت امام جعفر صادقؑ نے کس احتیاط سے زندگی گزاری ہوگی اور کیسے علمی کام بھی جاری رکھا ہوگا!!!!! الامان الحفیظ!! یقیناً تبلیغات دین اور معارف اسلامی کا پرچار آپ کا عظیم کارنامہ ہے۔

اولادِ حسنین کریمینؑ اگرچہ حکومتی اور دنیاوی امور سے کنارہ کش تھے مگر ان کا روحانی کردار اور عوامی مقبولیت اتنی زیادہ تھی جو کہ ظالم حکمرانوں کے لیے ناقابل برداشت اور تکلیف دہ تھی۔ بنوامیہ نے آلِ نبی ﷺ اولادِ علیؑ پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے اور ان کا نام ونشان مٹانے کا ہر حربہ استعمال کیا ان کی جگہ بنوعباس آئے اور انہوں نے بھی ان سے کئی گنا بڑھ چڑھ کر سادات پر ایسے مظالم ڈھائے کہ آج تک تاریخ عالم کے اوراق رنگین وغلطاں ہیں۔

☆ سادات بنو فاطمہؑ کی عرب سے ہجرت اور تبلیغ دین

جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ سادات بنو فاطمہؑ پر ظلم وستم ڈھانے، صفحہ ہستی سے ان کا نام ونشان مٹانے، اور عزت وعظمت پامال کرنے کی کوئی گنجائش باقی نہ چھوڑی گئی اور ان پر اپنے آبائی وطن "عرب" کو تنگ کر دیا گیا چنانچہ وہ ایران، ترکستان، یمن، افریقہ اور ہندوستان کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔ مگر سادات عظام جہاں بھی اور جس مقام پر تشریف لے گئے تبلیغ اسلام کے فرض منصبی سے کبھی بھی غافل نہ رہے۔ وہ اپنی صدق مقالی، نیک افعالی اور حسن کرداری سے لوگوں کے دلوں میں گھر کرتے گئے اور وہ لوگ دین مقدس کی تعلیمات سے منور ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ آج بیرون عرب جہاں جہاں اور جن جن ممالک میں آپ کو لاکھوں اور کروڑوں مسلمان نظر آرہے ہیں یہ سب انہی سادات عظام کی تبلیغی کوششوں کے نتائج وثمرات ہیں۔(i) کوئی ایسا قریہ، کوئی ایسا شہر اور کوئی ایسا ملک نہیں ہے جہاں سادات عظام ذوی الاحترام نے اسلام اور

(i) افضلیت السادات: 528

انسانیت کے جھنڈے نہ گاڑھے ہوں۔ یہ بڑی بڑی درس گاہیں، خانقاہیں اور درگاہیں سبھی آل نبیؑ اولادِ علیؑ کے روحانی اقتدار اور تسخیرِ قلوب کا روشن ثبوت ہیں۔

☆حقوق سادات وفرائض امت مسلمہ

رسول اکرمؐ اور آئمہ اطہارؑ کے ساتھ مودت اور محبت کے اظہار کی دلیل یہ ہے کہ ہم ان کی اولاد اور ذریت (سادات کرام) کے ساتھ بھی مودت اور محبت رکھیں۔ ان کا اکرام و احترام کریں، ان کی ضروریات کو پورا کریں اور ان کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کریں۔ انہیں کسی قسم کی اذیت اور تکلیف نہ پہنچائیں۔ ان کا سلسلہ نسب اشرف اور اعلیٰ ہے۔ ان جیسا نسب کسی بھی مسلمان کو نصیب نہیں ہوا۔

امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

چار ایسے اشخاص ہیں کہ قیامت کے دن میں ان کی شفاعت کروں گا:

(1) میرے بعد میری ذریت کا احترام کرنے والا (2) ان کی حاجات کو پورا کرنے والا

(3) ان کی مدد کرنے والا (4) ان سے دل وزبان سے محبت کرنے والا

دورِ حاضر اور گزشتہ ادوار میں سادات عظام سے جو ناروا سلوک رکھا جاتا رہا ہے اور ان کے جائز حقوق کو پامال کیا جاتا رہا ہے جس کی وجہ سے ان کے گھرانوں میں کسمپرسی اور افلاس کا دور دورہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو ان کا حق خمس رکھا تھا وہ ادا نہیں کیا جارہا کیونکہ از لحاظ شریعت سادات کے عزوشرف کی وجہ سے ان پر صدقات اور زکوٰۃ حرام ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ سادات کے جائز حقوق کو پہنچائیں اور ادا کریں تا کہ وہ خوشحال زندگی بسر کرسکیں۔ اگر مسلمان سادات کا احترام اور ان سے تعاون کریں گے تو وہ ضرور بروز محشر رسولِ خداؐ ،خاتون جنت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا اور آئمہ ہدیٰؑ کے حضور سرخرو اور سرفراز ہوں گے۔

سادات اولیائے کرام اور بزرگان دین کی ہندوستان آمد

☆حضرت سید عبداللہ شاہ غازی اشترؒ

حضرت سید عبداللہ شاہ غازی اشترؒ بن سید محمد ذو نفس زکیہؒ بن سید عبداللہ المحضؒ بن سید حسن مثنیٰؒ بن حضرت امام حسن مجتبیٰؑ۔ آپ کی ولادت 98ھ مدینہ منورہ میں ہوئی۔ سندھ تشریف لانے والے آپ پہلے حسنی سید ہیں۔ ظالم عباسی حکومت کے ہاتھوں 151ھ میں جام شہادت نوش کیا۔ مزار کراچی میں مرجع خلائق عالم ہے۔

☆حضرت مخدوم سید علی ہجویری حسن المعروف داتا گنج بخشؒ

آپ کے والد گرامی کا نام سید محمد عثمان ہجویریؒ ہے۔ افضلیت السادات کے مطابق آپ حضرت امام حسن مجتبیٰؑ کے فرزند سید زیدؒ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کی ولادت 400ھ میں غزنی (افغانستان) کے محلّہ ہجویر میں ہوئی۔ 431ھ میں لاہور تشریف لائے۔ مدرسہ اور خانقاہ قائم کی۔ آپ کی مساعی جمیلہ کی وجہ سے بے شمار لوگ زیور اسلام سے آراستہ ہوئے۔ 465ھ میں وصال پایا۔ مزار لاہور میں زیارت گاہ انام ہے۔ اسلامی تصوف کی پہلی کتاب ''کشف المحجوب'' آپ ہی کی طرف منسوب ہے۔

☆سلطان الہند حضرت سید معین الدین حسن چشتی اجمیریؒ

آپ کی ولادت 536ھ میں چشت، سیستان (ایران) میں ہوئی۔ والد گرامی کا نام سید غیاث الدین حسین ہے۔ آپ نجیب الطرفین سید ہیں۔ افضلیت السادات کے مطابق آپ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کی مادر گرامی سیدہ ماہ نور سید عبدالقادر جیلانیؒ کی چچا زاد بہن تھیں۔ (i) 588ھ میں ہندوستان تشریف لائے۔ ملتان

اور لاہور میں بھی قیام پذیر رہے۔ اخلاص عمل اور پاکیزہ کردار سے تقریباً 90لاکھ مسلمان کئے۔ وصال 633ھ میں پایا۔ مزار اجمیر شریف (ہندوستان) میں زیارت گاہ روزگار ہے۔ چہاردہ معصومینؑ کے اسماء گرامی کے توسل کے ساتھ ایک مناجات بھی آپ سے منقول ہے۔

شاہ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ
دین است حسینؑ دین پناہ است حسینؑ
سر داد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الہ است حسینؑ

☆حضرت سید لال شہباز قلندرؒ(i)

آپ کی ولادت 573ھ بمطابق 1177ھ میں مروند (افغانستان) میں ہوئی۔ اصل نام سید محمد عثمان مروندی ہے۔ پدر گرامی کا نام سید کبیر الدین ابراہیم مجاب ہے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ کی اولاد سے ہیں۔ کربلا (عراق) اور مشہد (ایران) کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ 593ھ بمطابق 1196ء وارد ہندوستان ہوئے۔ ملتان ،اچ اور پاکپتن میں بھی قیام پذیر رہے۔ ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کی وجہ سے ''شہباز'' کا لقب ہے۔ مسلمانوں کے علاوہ ہندوؤں میں بھی بہت احترام تھا۔ وصال 673ھ بمطابق 1274ء میں سہون شریف سندھ میں ہوا۔ مزار سہون شریف میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

حیدریم قلندرم مستم بندہ مرتضیٰ علی ہستم
پیشوائے تمام رندانم کہ سگ کوئے شیر یزدانم

i) افضلیت السادات:539

☆حضرت سید شمس الدین سبزواریؒ

آپ کی ولادت 560ھ سبزوار (ایران) میں ہوئی۔ پدر گرامی کا نام سید صلاح الدین محمد ہے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ تبریز، تبت، کشمیر، اچ اور ملتان قیام پذیر رہے۔ اور اشاعت اسلام کرتے رہے۔ 675ھ میں وصال پایا۔ مزار ملتان میں زیارت گاہ عالم ہے(i)۔

☆جلال اعظم حضرت سید جلال الدین حیدر سرخ پوش بخاری نقویؒ

آپ کی ولادت 595ھ بمطابق 1199ء بخارا (ازبکستان) میں ہوئی۔ پدر گرامی کا نام سید علی المویدہے۔ حضرت امام علی نقیؑ کی اولاد سے ہیں۔ برصغیر پاک وہند میں بسنے والے اکثر نقوی بخاری سادات کے جد اعلیٰ ہیں۔ تقریباً 636ہجری میں بخارا سے بھکر تشریف لائے اور بعد میں اُچ قیام پذیر ہوئے۔ سومرو، چدڑ، مزاری، وارن اور دیگر قبائل کو مسلمان کیا۔ آپ حضرت امام حسینؑ شہید کربلا کے خون کی یادگار میں سرخ لباس پہنتے تھے جس کی وجہ سے ''سرخ پوش'' لقب ہے۔(ii) وصال 690ھ بمطابق 1291ء میں ہوا۔ مزار اچ شریف میں زیارت گاہ خاص وعام ہے۔ استاذ العلماء سید محمد باقر ہندی چکڑالوی (متوفی 1966ء) اور قائد ملت جعفریہ علامہ سید ساجد علی نقوی آپ کی اولاد سے ہیں۔ موجودہ سجادہ نشین مخدوم الملک سید حامد محمد نو بہار المعروف زمرد حسین نقوی بخاری ہیں۔

☆سلطان المشائخ حضرت سید نظام الدین اولیاءؒ

آپ کی ولادت 636ھ بمطابق 1238ء بدایوں (ہندوستان) ہوئی۔ پدر گرامی کا نام سید احمد بخاری ہے۔ حضرت امام علی رضاؑ کی اولاد سے ہیں۔ دہلی میں خانقاہ تعمیر

کروائی۔لنگر خانہ میں روزانہ ہزاروں فقراء ومساکین سیر ہو کر کھانا کھاتے،سلطانِ ہند خود زیارت کے لئے حاضر ہوتا۔وصال 725ھ بمطابق 1324ء میں پایا۔مزار دہلی میں زیارت گاہ عالم ہے(i)

☆امیر کبیر حضرت سید علی ولی ہمدانیؒ

آپ کی ولادت 714ھ ہمدان (ایران) میں ہوئی پدر گرامی کا نام سید شہاب الدین حسن تھا۔ جو کہ ہمدان کے حاکم تھے۔حضرت امام علی زین العابدینؑ کی اولاد سے ہیں۔سات سو مبلغین اور ہنر مندوں ساتھ ہندوستان تشریف لائے۔رہبر کبیر انقلاب اسلامی ایران سید روح اللہ خمینیؒ کے جداعلیٰ سید حیدر موسویؒ ان کے بھانجے،داماد اور قریبی ہمنشین تھے۔(آیت اللہ پسندیدہؒ روز نامہ اطلاعات) کشمیر، لداخ اور بلتستان میں اشاعت اسلام میں بنیادی کردار ادا کیا۔مودت قربیٰ آپ کی مشہور کتاب ہے۔علامہ محمد اقبالؒ نے آپ کو "سید السادات" کے لقب سے یاد کیا ہے۔786ھ میں ختلان میں وفات پائی۔برصغیر پاک وہند میں اکثر ہمدانی سادات کے آپ جداعلیٰ ہے۔(ii)

☆شمس الہند حضرت سید محمد غوث بندگی حلبی اچویؒ

آپ کی ولادت 833ھ میں حلب (شام) میں ہوئی۔پدر گرامی کا نام سید محمد شمس الدین گیلانی حلبی ہے۔سبط اکبر حضرت امام حسنؑ کی اولاد سے ہیں۔غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی کے بڑے فرزند سید سیف الدین عبدالوہابؒ کے نسب سے ہیں۔887ھ وارد ہندوستان ہوئے۔لاہور، ناگور اور ملتان میں بھی قیام پذیر رہے۔سلطان سکندر لودھی آپ کا مرید ہوا۔رسول خداؐ، مولائے کائنات حضرت علیؑ اور سید عبدالقادر جیلانیؒ سے بیعتِ روحی رکھتے تھے۔923ھ بمطابق 1517ء میں وصال

i) افضلیت السادات:536، ii) افضلیت السادات:536

ہوا۔مزار اچ شریف میں زیارت گاہ روزگار ہے۔سابق وزیر اعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی آپ کی اولاد سے ہیں۔اس وقت آپ کے مسند نشین مخدوم الملک سید حامد گنج بخش افتخار الحسن گیلانی ہیں۔(i)

☆حضرت ابوالحسن علی قاری سید آغا بدیع الدین گیلانی رزاقی شہیدؒ

آپ کے پدرِ گرامی کا نام سید ابو علی محمد گیلانی ہے۔جو بغداد شریف میں سجادہ نشین تھے۔962ھ بمطابق 1555ء بغداد (عراق) سے بطور مذہبی پیشوا مغل شہنشاہ ہمایوں کے ہمراہ وارد ہندوستان ہوئے۔جب مغل اعظم اکبر تخت نشین ہوا تو ریاست کلانور کی حکمرانی اور اسلامی فوج کی کمان آپ کو سونپ کر خود دہلی لوٹ گیا۔983ھ بمطابق 1576ء دشمن کے ساتھ دوران جنگ جامِ شہادت نوش کیا۔جسد اطہر موضع سھاری اور سرِ مبارک موضع گھونہ تحصیل شکرگڑھ ضلع نارووال میں سپرد خاک ہے۔خدمات کا سرکاری طور پر اعتراف کیا گیا اولاد کو جاگیریں عطا ہوئیں اور فرزند سید فیروز الدین گیلانی کو قاضی القضاۃ ہند مقرر کیا گیا۔آپ کے سجادگان میں سے سید شاہ حبیب دانا رزاقی گیلانیؒ، چک قاضیاں سے ہجرت کر کے گاؤں راماداس تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر میں مقیم ہوئے۔صاحب کرامات وتصرفات بزرگ تھے تبلیغ اسلام جاری رکھی۔یہ گاؤں کوٹلی شاہ حبیب دانا موسوم ہوا۔وصال 1067ھ بمطابق 1657ء میں پایا۔مزار زیارت گاہِ عالم ہے۔تقسیم ہند کے وقت آپ کے مسند نشین سید محمد شریف گیلانیؒ حویلی پیراں دی رائے ونڈ روڈ لاہور مقیم ہوئے۔اور یہیں مزار مرکز خلائق ہے۔(ii) موجودہ مسند نشین پیر سید ظفر عباس گیلانی ڈپٹی اٹارنی جنرل فار پاکستان ہیں اور ولی عہد شہزادہ سید علی عباس گیلانی ہیں۔

i) تاریخ آلِ حسنؑ (قلمی)، ii) شجرہ گلستان امام حسنؑ:51

تذکرۃ الابرار سرمایہ افتخار

ہمارے مبسوطہ نسب میں یکے بعد دیگرے جو اسمائے گرامی درج ہیں۔ یقیناً ہمارے وجود جسماً وطبعاً انہیں حضرات القدس کے مرہون منت ہیں اور روحاً و باطناً انہیں عالی درجات کے فیوض و برکات کے طلبگار ہیں۔ ہم خدائے لم یزل ولا یزال کے حضور سجدہ ریز ہیں کہ اس نے اپنی قدرت کاملہ سے باعث تخلیق کائنات فخر موجودات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعظم کی ذریت واولاد سے ہمیں قرار دیا ہے۔ بلاشبہ اس کی نعمات بہت وسیع ہیں۔

میری حتی الامکان یہی کوشش ہوگی کہ اپنے ان عظیم الشان آباؤ اجداد کا تذکرہ مختصر مگر معتبر تاریخی حوالوں سے کروں۔ ان کے واقعات کی بدولت صفحہ تاریخ درخشندہ ہے، ان کے حالات کی وجہ سے رہگزر تابندہ ہے اور ان کی تعلیمات کی بنا پر سرمایہ ایمان زندہ ہے۔ ان معزز ومکرم شخصیات میں سے غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانی ؒ اور سید نظام الدین بری حسنی گیلانی ؒ بھی ہیں۔ جن کا خصوصی تذکرہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

سادات بنو فاطمہ ؑ کا ابتدائی مسکن

ہجرت نبویؐ کے بعد سے مدینہ منورہ نے سادات بنو فاطمہ ؑ کے مستقل مسکن کی حیثیت اختیار کر لی۔ امیر المومنین علی ؑ نے اپنے دور حکومت میں کوفہ کو پایہ تخت بنایا۔ پہلے بنو امیہ پھر بنو عباس نے سادات پر وہ ظلم وستم ڈھائے جن کی نظیر تاریخ انسانیت میں نہیں ملتی۔ بلاشبہ واقعہ کربلا اور واقعہ فخ ایسے پُر درد اور پُر سوز واقعات ہیں جو تاریخ کی پیشانی پر بدنما داغ ہیں۔ (i)

ان ادوار میں آلِ نبیؐ واولادِ علی ؑ یا تو قید وبند میں تھے یا ظالم حکومت کے خلاف

(i) افضلیت السادات: 61

خروج کر کے شہید ہوتے رہے یا پھر گوشہ نشینی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہوئے۔ عباسیہ کا ابتدائی دور خاص کر سادات بنو حسنؑ کے لئے بہت تکلیف دہ، المناک اور خون ریز ثابت ہوا۔

آلِ امام حسنؑ میں سے سید ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ کے آباؤ اجداد نے نہایت پُر اذیت اور پُر مصیبت زندگی گزاری۔ یہ سلسلہ نسب بالترتیب اس طرح ہے حسن مثنیٰؒ (شہادت 97ھ)، عبداللہ محضؒ (شہادت 145ھ)، موسیٰ جونؒ (متوفی 180ھ) عبداللہ رضاؒ (متوفی 247ھ)، موسیٰ ثانیؒ (شہادت 256ھ) داؤد امیرؒ (321ھ)، محمد رومیؒ (متوفی 415ھ) یحییٰ زاہدؒ (متوفی 421ھ) عبداللہ ثالثؒ (متوفی 451ھ) اور ابو صالح موسیٰؒ (محمد)، بغداد آنے سے پہلے ان بزرگان نے مجموعی طور پر 488 برس بسر کئے۔ بیشتر عرصہ مدینہ منورہ (حجاز مقدس) کچھ عرصہ کوفہ اور کچھ عرصہ گیلان میں بسر کیا۔

☆امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام

اسم گرامی "علی" کنیت "ابوالحسن" اور "ابوتراب" معروف القاب امیر المومنین، المرتضیٰ اور حیدر تھے۔

13 رجب المرجب 30 عام الفیل کعبۃ اللہ میں ولادت باسعادت ہوئی۔ پدر گرامی ابوالآئمہ حضرت ابوطالبؑ بن عبدالمطلب تھے اور مادر گرامی بی بی فاطمہ بنت اسد بن ہاشم سلام اللہ علیہا تھیں۔ نجیب الطریفین ہاشمی تھے۔(i)

آپ نے آغوش رسالت میں تربیت پائی۔ 2ھ میں حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دختر بی بی فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا سے آپ کا عقد کیا۔ ہمیشہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے ساتھ رہے، ان کی حفاظت کی اور دشمنان خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر کے اسلام کو سر بلند کیا۔ اور رضائے پروردگار حاصل

(i) المعقبون اوّل: 38

کی۔ابن مغازلی کے مطابق سابق الاسلام ہونے کا تاج بھی آپ کے سراقدس پر سجا۔

علی علیہ السلام کے فضائل ومناقب کا حد حصار نہیں ہے۔علم وحلم،شجاعت وسخاوت ،عبادت وعدالت،فصاحت وبلاغت اور زہد وتقویٰ میں کوئی نظیر نہیں تھی۔شب ھجرت،بدر، احد،خندق،فتح مکہ اور حنین الغرض ہر میدان میں آپ کی فتوحات پر تاریخ اسلام کو ناز رہے گا۔یہی وجہ ہے کہ پاکستان کا سب سے بڑا فوجی اعزاز "نشان حیدر" رکھا گیا ہے۔(i)

30 سال حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں گزارے۔یہی وجہ ہے کہ آپ علم نبوتً کا خزانہ ہیں۔صحابہ کرام اکثر وبیشتر مسائل ومشکلات میں آپ کی طرف رجوع کرتے تھے۔خواجہ جنید بغدادیؒ کے مطابق آپ کو خدا سے علم لدنی حاصل تھا۔امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ جتنی احادیث علیؑ کی شان میں آئی ہیں کسی اور صحابی کے لیے نہیں آئیں۔عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ علی علیہ السلام کی شان میں 300 آیات نازل ہوئی ہیں۔

آیت مودت میں آپ قربیٰ سے ہیں،آیت ولایت میں آپ ولی ہیں۔آیت تطہیر میں آپ صاحب طہارت ہیں۔آیت تبلیغ میں آپ مولائے کائنات ہیں اور آیت مباہلہ میں آپ نفس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعظم ہیں۔ آئمہ اہلبیتؑ میں سے پہلے امام،خلفاء راشدین میں سے چوتھے خلیفہء راشد اور سلاسل عرفانی وروحانی کے منبع ولایت ہیں۔خواجہ گیسودرازؒ کے مطابق " خلافت کبریٰ مخصوص با امیر المومنین علیؑ بود " یعنی خلافت کبریٰ (باطنی) علی کے ساتھ خاص ہے۔(ii)

19 رمضان المبارک کی رات مسجد کوفہ میں عبدالرحمٰن بن ملجم نے ضرب ماری جس کی وجہ سے 21 رمضان المبارک کی رات شہادت پائی۔روضہ مبارک نجف اشرف میں زیارت گاہ عالم ہے۔

i) تاریخ آل حسنؑ،ii) فیضان قادریہ رزاقیہ:16

جب تک بی بی فاطمۃ الزھراؑ زندہ رہیں آپ نے دوسرا عقد نہیں کیا۔ خاتون جنتؑ سے آپ کے 3 فرزند اور 2 دختران تھیں۔ حضرت امام حسن علیہ السلام، حضرت امام حسین علیہ السلام، حضرت محسن علیہ السلام (گلشن زہراء کی وہ کلی جو کھل نہ سکی) بی بی زینبؑ کبریٰ اور بی بی ام کلثومؑ

المعقبون من آل ابی طالبؑ میں سید مہدی رجائی کے مطابق آپ کے کل 21 فرزند ہیں۔ ان میں سے 5 سے اولاد چلی ہے:

(ا) حضرت امام حسن علیہ السلام (2) حضرت امام حسین علیہ السلام

(3) محمد بن حنفیہؒ (4) عمر الاطرفؑ (5) عباس علمدارؑ سقائے سکینہؑ

ان میں سے حضرت امام حسن علیہ السلام سید عبدالقادر جیلانیؒ کے عمود نسب ہیں۔

علی علیہ السلام کے 7 فرزند 61ھ 10 محرم الحرام میدان کربلا میں شہید ہوئے:

(1) امام حسین علیہ السلام (2) ابو الفضل العباس علیہ السلام (3) عثمان علیہ السلام

(4) جعفر علیہ السلام (5) عبداللہ الاکبر علیہ السلام (6) محمد الاصغر علیہ السلام

(7) عبداللہ علیہ السلام

☆ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام

اسم گرامی "حسن" کنیت "ابو محمد" اور القاب، تقی، سید، سبط اور مجتبیٰ تھے۔ مادر گرامی خاتون جنت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا تھیں۔

15 رمضان المبارک 3ھ مدینہ منورہ میں ولادت ہوئی۔ المعقبون کے مطابق ولادت کے ساتویں دن جبریلؑ امین نے حسن کا نام ریشمی رومال میں تحریر کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے "حسن" نام رکھا اور دنبہ

i) المعقبون اوّل: 49

سے عقیقہ کیا۔ حسن اور حسین دونوں جنتی نام ہیں۔(i)

آپ حضرت علی علیہ السلام کے بڑے فرزند، آئمہ اہلبیتؑ میں سے دوسرے امام اور خلفاء راشدین میں سے پانچویں خلیفہ راشد ہیں۔ آپ نے اپنے جدامجد رسولؐ خدا سے احادیث کی روایت کی ہے۔ رسولؐ خدا کو آپ سے اور امام حسینؑ سے بے پناہ محبت تھی اور وہ آپ دونوں کو اپنے کندھوں پر اٹھاتے تھے۔ آپ اپنے سر سے سینے تک نانا گرامی رسولؐ اللہ کے مشابہ تھے۔ بہت زیادہ سخی تھے اور آپ کی سخاوت کے واقعات مشہور عام ہیں۔ آپ اصحاب الکساء میں سے ہیں۔

پہلے 7 سال اپنے نانا جان رسول خدا کے زیر سایہ گزارے۔ حضورؐ نے انہیں اعلیٰ خصوصیات اور علوم ربانی سے اس طرح مزین کیا کہ علم و حلم، عقل و دانش اور سخاوت و شجاعت میں منفرد مقام کے حامل تھے۔

امام حسن علیہ السلام جوانان جنت کے پہلے سردار ہیں۔ آغوش مادر سے لوح محفوظ کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔(i) 25 حج پیادہ کیے۔ واقعہ مباہلہ میں شریک تھے۔

رسولؐ خدا کی حدیث صحیح ہے کہ میرا یہ بیٹا سید ہے۔ خدا تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا۔(ii)

سید علی ھجویریؒ فرماتے ہیں کہ امام حسنؑ طریقت کے حقائق و دقائق اور عرفان میں بلند مقام کے حامل تھے۔(iii)

قرآن کریم کی رو سے امام حسنؑ اور امام حسینؑ رسول کریمؐ کے بیٹے اور ذریت ہیں۔

آج روئے زمین پر جتنی بھی اولاد رسولؐ ہے یا تو حسنی ہے یا حسینی۔ بعد از صلح بھی آپ مدینہ منورہ میں تعلیمات سیدؐ الانبیاء اور فرامین سیدؑ الاولیاء کی نشر و اشاعت کرتے رہے۔

28 صفر المظفر 50ھ جعدہ بنت اشعث کے سم جفا سے شہادت پائی اور جنت

i) رہنمائے مبلغین:355 ii) المعقبون اوّل:49 iii) فیضان قادریہ رزاقیہ:104

البقیع مدینہ منورہ میں مدفون ہوئے۔المعقبون کے مطابق حضرت امام حسن علیہ السلام کے 15 فرزند تھے۔3 فرزند 10 محرم الحرام 61ھ واقعہ کربلا میں شہید ہوئے:

(1) شہزادہ امیر قاسمؑ (2) عبداللہؑ (3) ابوبکرؑ

حضرت امام حسن علیہ السلام کے 4 فرزندان سے اولاد ہوئی:

(2) ابومحمد حسن المثنیٰ (2) ابوالحسن زید (3) عمر (4) حسین الاثرم

ان میں سے پہلے 2 سے اولاد چلی۔ان میں سے سید حسن مثنیٰ سید عبدالقادر جیلانیؒ کے عمود نسب ہیں۔

☆ حضرت سید ابومحمد حسن المثنیٰ رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی "حسن" کنیت "ابومحمد" پدر گرامی کے ہم شکل ہونے کی وجہ سے لقب "مثنیٰ" تھا۔قرین قیاس ہے کہ ولادت 44ھ مدینہ میں ہوئی۔مادر گرامی خولہ بنت منظور فزاری تھیں۔عمدۃ الطالب کے مطابق

" وکان یشبہ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم " یعنی آپ رسولؐ خدا سے شباہت رکھتے تھے۔حضرت امام حسنؑ کی شہادت کے وقت 6 سال کے تھے اور سانحہء کربلا میں 17 سال کی عمر میں اپنے عم بزرگوار امام حسینؑ کے ھمرکاب تھے۔

شیخ عباس قمیؒ نے منتھی الآمال میں لکھا ہے کہ آپ شدید زخمی تھے ابوحسان اسماء بن خارجہ فزاری کی درخواست پر سر قلم نہیں ہوا۔جو آپ کی مادر گرامی کا رشتہ دار تھا۔کوفہ میں بعد از علاج ومعالجہ صحت یاب ہو کر مدینہ منورہ واپس آ گئے۔اسعاف الراغبین کے مطابق اپنے عظیم دادا امیر المومنین علی علیہ السلام کی میراث علمی وروحانی کے ساتھ ساتھ اپنے دور میں ان کے صدقات کے متولی مقرر ہوئے۔

مورخین لکھتے ہیں کہ آپ بلند پایہ فقیہ اور محدث تھے۔ بہت سے محدثین نے آپ سے روایت حدیث کی ہے سید حسن مثنیٰ جلیل ورئیس اور صاحب فضل وتقویٰ تھے۔ حضرت امام حسینؑ کے داماد تھے اور ان کی صاحبزادی سیدہ فاطمہؑ کے شوہر تھے۔ فاطمہ بنت حسینؑ تقویٰ وکمال اور خصال وجمال میں اپنی نظیر نہیں رکھتی تھیں۔(i)

سلمان بن عبدالملک اموی نے آپ کو زہر دلوایا تھا جس کی وجہ سے شوال المکرّم 97ء کو 53 سال کی عمر میں شہادت پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

فتح الباری شرح صحیح البخاری میں آپ کے متعلق ہے "کانت وفاته سنته سبع و تسعین وهو ثقات التابعین "یعنی آپ کی وفات 97ھ میں ہوئی اور آپ ثقہ تابعین میں سے تھے۔ آپ کی وفات کا بی بی سیدہ فاطمہؑ پر گہرا اثر ہوا اور وہ سال بھر آپ کی قبر پر خیمہ زن رہیں۔ دن کو روزہ رکھتیں اور رات کو نوافل ادا کرتیں۔(ii)

المعقبون کے مطابق آپ کے 7 فرزند تھے:

(1) ابومحمد عبداللہ المحض (2) ابراہیم الغمر (طباطبائی سادات انہیں کی اولاد سے ہیں)
(3) حسن المثلث (ان تینوں کی مادر گرامی فاطمہ بنت حسینؑ تھیں)
(4) داؤد (معروف علمی شخصیت سید ابن طاؤسؒ انھیں کی اولاد سے تھے)(5) جعفر (ان دونوں کی والدہ گرامی ام ولد حبیبہ تھیں)(6) محمد (7) ابوبکر

ان میں سے عبداللہ المحض سید عبدالقادر جیلانیؒ کے عمود نسب ہیں۔

☆ حضرت سید ابومحمد عبداللہ المحض رحمة الله علیه

اسم گرامی "عبداللہ" کنیت "ابومحمد" تھی۔ ابّاً حسنی واماً حسینی تھے، سبطین پیغمبر حسنین کریمینؑ کے خلاصہ فرزند ہونے کی بنیاد پر "المحض" اور "الکامل" القاب

i) منتھی الآمال 1 (اردو):291 ii) فیضان قادریہ رزاقیہ:119

تھے۔بنو ہاشم میں عزت وشرف کی بنیاد پر لقب " شیخ بنو ہاشم " بھی تھا۔مادر گرامی فاطمہ بنت حسینؑ تھیں۔قوی النفس اور شاعر بھی تھے۔ بلند اخلاق اور منکسر المزاج تھے۔ ولادت 69ھ یا 70ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔

سید عبداللہ المحض نے ایک مرتبہ اپنی فضیلت کی دلیل دیتے ہوئے فرمایا " سب لوگ ہم میں سے ہونے کی آرزو اور تمنا کرتے ہیں مگر ہم کسی دوسرے نسب سے ہونے کی تمنا نہیں کرتے " (i) آپ کے اوصاف حسنہ حد حصار سے باہر ہیں۔نہایت عابد، متقی، جواد، کریم النفس، کثیر الکرامات اور عظیم محدث تھے۔(ii) آپ نے اپنے فرزندان کی اعلیٰ روحانی وفکری تربیت کی وہ امیر المومنین علیؑ کے نقش قدم پر تھے۔ان میں سے اکثر ظالم عباسی حکومت کے خلاف خروج کر کے شہید ہوتے رہے۔منصور عباسی بنو ہاشم کی عوامی مقبولیت سے سخت خوفزدہ تھا۔

مورخ طبری کی روایات کا مستفاد یہی ہے کہ جب منصور عباسی آپ کے فرزندان محمد نفس زکیہ اور ابراہیم نفس رضیہ کی گرفتاری میں ناکام ہوگیا تو آپ کو 140ھ میں گرفتار کر کے مدینہ پہنچا دیا گیا ۔ جہاں آپ مسلسل 3 سال تک قید تنہائی میں رہے۔دوران حراست ریاح بن عثمان نے ظلم وستم کی انتہا کر دی۔ بعد میں باقی ماندہ بنو حسن بھی پابند سلاسل ہوئے۔جب منصور عباسی ربذہ آیا تو اسیران بنو حسنؑ کو زنجیروں میں جکڑ کر اس کے سامنے پیش کیا گیا جب پردے کے پیچھے سے امام جعفر صادقؑ نے یہ منظر دیکھا تو اتنا گریہ فرمایا کہ چہرہ مبارک پر آنسو جاری ہوگئے اور آپ نے فرمایا" ان کے بعد اب کوئی حرم خدا محفوظ نہیں رہا" (iii) اسیران اھلبیتؑ کو بھوکا پیاسا عراق منتقل کیا گیا۔بعد میں انہیں ایک ایک کر کے قتل کر دیا گیا۔پہلے محمد نفس زکیہ کو مدینہ میں شہید کیا گیا۔پھر ابراہیم کو باخمراء (کوفہ) میں شہید کر دیا گیا۔زندان میں جب سید عبداللہ المحض

i) فیضان قادریہ رزاقیہ: 122 ii) تاریخ آلِ حسنؑ iii) منتھی الآمال 1 (اردو):326،طبری 7 (اردو):161 تا 188

کے سامنے مقتول بیٹے کا سر لایا گیا تو آپ نے فرزند کے سر کو دیکھ کر فرمایا" شاباش! تو نے خدا کا عہد پورا کیا اور تیری تلوار نے تجھے دنیا کی ذلت سے بچالیا"(i)

مقاتل الطالبین میں ابوالفرج اصفہانی کے مطابق **"قتل عبد الله فی محبسه بالهاشمیه سنته ١٤٥"** یعنی 145ھ میں دوران قید عبداللہ کو ہاشمیہ (کوفہ) میں قتل کر دیا گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون اس وقت آپ کی عمر 75 سال تھی۔(ii)

المعقبون کے مطابق آپ کے 7 فرزند تھے:

(1) ابوالقاسم محمد نفس زکیہ (2) ابوالحسن ابراہیم (3) ابوالحسن موسیٰ الجون (ان تینوں کی مادر گرامی ھند بنت ابوعبیدہ تھیں اور عبیدہ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے نواسے تھے) (4) یحییٰ صاحب دیلم (5) سلمان شہید فخ
(6) ابومحمد ادریس شہید مغرب (7) ابوعبداللہ

ان میں سے موسیٰ الجون سید عبدالقادر جیلانیؒ کے عمود نسب ہیں۔

☆ حضرت سید ابوالحسن موسیٰ الجون رحمة الله علیه

اسم گرامی "موسیٰ" گندم گوں رنگت ہونے کی وجہ سے لقب "الجون" اور کنیت "ابوالحسن" تھی۔ الانوار کے مطابق "شریف بنو ہاشم" بھی لقب تھا۔ ھند بنت ابوعبیدہ کا سب سے چھوٹا بیٹا ہونے کی وجہ سے پدر گرامی بہت پیار کرتے تھے۔ بلند پایہ محدث، ادیب اور شاعر تھے۔ مقاتل الطالبین میں آپ سے اشعار منقول ہیں۔

منصور عباسی کے سامنے آپ کو 500 کوڑے مارے گئے لیکن آپ نے اف تک نہ کی جس پر اس نے طنز کی جواب میں موسیٰ الجونؒ نے فرمایا "اھل حق صبر میں اولیٰ تر ہیں" اس کے بعد آپ کو زندان میں ڈال دیا گیا پھر مہدی عباسی کے دور میں رہائی ہوئی۔

i) رہنمائے مبلغین: 382 ii) تاریخ آل حسنؑ

موسیٰ الجون عالم باعمل، عابد و زاہد، صائم الدہر اور قائم اللیل تھے۔ کثرت عبادت اور ریاضت کی وجہ سے بہت نحیف تھے۔ ایک مرتبہ ہارون الرشید عباسی کے دربار میں گر پڑے تو اہل دربار نے قہقہہ لگا دیا تو آپ نے فوراً سنبھل کر خلیفہ سے کہا "میرا گرنا نحافت کی وجہ سے تھا نا کہ سکر و مستی کی وجہ سے تھا جو کہ اہل دربار کا شیوہ ہے" ہارون یہ سن کر بہت شرمندہ ہوا۔(i)

ظالم عباسی حکومت نے آپ کے بھائیوں کو بیدردی سے شہید کیا اور عمر بھر آپ کو بھی طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں اور قید و بند میں رکھا گیا۔ دائرۃ المعارف کے مطابق 180ھ میں سویقہ مدینہ منورہ میں وفات ہوئی اور یہیں مدفون ہیں۔

المقبون کے مطابق آپ کے 6 فرزند تھے: (1) ابراھیم (امراء یمامہ انہیں کی اولاد سے ہیں) (2) ابو محمد عبداللہ الرضا (ان دونوں کی مادر گرامی ام سلمہ بنت محمد بن طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن حضرت ابوبکر صدیقؓ تھیں) (3) محمد (4) یوسف (5) یحییٰ (6) اسماعیل

ان میں سے عبداللہ الرضا سید عبدالقادر جیلانیؒ کے عمود نسب ہیں۔

☆واقعہ فخ

مکہ مکرمہ سے ایک فرسخ مغرب کی جانب وادی فخ ہے۔ 169ھ حسینؓ بن علی کی قیادت میں سادات بنو ہاشم نے ظالم عباسی حکومت کے خلاف خروج کیا۔ صاحب فخ حسین بن علی خانوادۂ امام حسنؑ کے چشم و چراغ تھے۔ اس معرکہ میں آپ نے سادات علوی کی قیادت کی تھی۔ ان کی فضیلت اور جلالت بہت زیادہ ہے۔ جلیل القدر اور سخی الطبع تھے۔ (ii) امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے واقعہ فخ کی پیشین

i) فیضان رزاقیہ قادریہ: 130 ii) منتہی الآمال 1 (اردو): 314

گوئی فرمائی تھی اور شہدائے فخ کے لیے اعلیٰ درجات کی بشارت دی تھی۔اس واقعے میں بڑی بے دردی سے بے دریغ آل نبیؐ اولادِ علیؑ شہید کی گئی۔بے گناہ سادات کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا۔امام محمد تقی جوادؑ فرماتے ہیں "واقعہ کربلا کے بعد ہم اھلبیتؑ کے لیے فخ سے بڑی مقتل نہیں دیکھی گئی"

آل حسنؑ سے موسیٰ الجونؒ اور آل حسینؑ سے امام موسیٰ کاظمؑ حکمت الٰہی کے پیش نظر واقعہ فخ میں شریک نہیں تھے۔

☆ حضرت سید ابو محمد عبداللہ الرضا رحمة الله عليه

اسم گرامی " عبداللہ " کنیت "ابو محمد "اور "الرضا "لقب تھا ۔ "الشیخ الصالح" کے نام سے معروف تھے۔آپ کی مادر گرامی ام سلمہ بنت محمد صدیقی النسب تھیں۔ آپ شاعر، محدث، صاحب فضل اور صاحب تقویٰ تھے۔امر بالمعروف اور امر نہی عن المنکر کے داعی تھے۔امام علی رضا علیہ اسلام کی شہادت کے بعد مامون الرشید عباسی نے آپ کو ولی عہد کا منصب پیش کیا تو آپ نے انکار کر دیا اور اسے ایک خط لکھا جس میں عباسیوں کے مظالم کا پردہ چاک کیا۔بادیہ نشین ہو گئے اور بنو عباس سے دور رہے۔(i)

مقاتل الطالبین میں آپ سے اشعار منقول ہیں۔وفات 247ھ میں سویقہ مدینہ منورہ میں ہوئی۔المعقبون کے مطابق آپ کے 12 فرزند تھے:

(1) ابو عمرو موسیٰ الثانی (2) یحییٰ الفقیہ (3) سلمان (4) صالح
(5) احمد المسور (6) داؤد (7) ادریس (8) عیسیٰ (9) ایوب
(10) علی (11) محمد (12) ابراہیم مثنات

ان میں سے ابو عمرو موسیٰ الثانی سید عبدالقادر جیلانیؒ کے عمود نسب ہیں۔

i) المعقبون اوّل:82

☆ **حضرت سید ابو عمرو موسیٰ الثانی** رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی " موسیٰ" کنیت "ابوعمرو" اور "الثانی" لقب تھا۔ مادر گرامی امامہ بنت طلحہ فزاری تھیں۔ بلند پایہ محدث، فقیہ، اور سید تھے۔ (المعقبون) طبری نے بھی آپ سے نقل روایات کیا ہے۔ بحر السرائر کے مطابق آپ مدنی الوطن اور جعفری المذھب تھے۔ مسعودی نے مروج الذھب میں آپ کا مفصل ذکر کیا ہے کہ آپ عابد اور زاہد تھے۔ مدینہ منورہ میں حرث بن راشد کی قید میں تھے پھر سعید بن حاجب نے آپ کو عراق لے جانا چاہا تو نواح زبالہ میں آپ کے طرف داروں اور بنو فزارہ نے مزاحمت کی اور راستے میں حائل ہو گئے۔ بالآخر سعید حاجب نے آپ کو زہر دے دیا جس کی وجہ سے 256ھ میں بمقام زبالہ شہید ہو گئے اور یہیں دفن ہیں۔ (i)

المعقبون کے مطابق آپ کے 18 فرزند تھے: (1) ابو جعفر محمد الاکبر الثائر (امراء مکہ کے جد ہیں۔ ان کی اولاد کے پاس 989 سال مکہ معظّمہ کی امارت رہی۔ 1924ء میں شریف مکہ حسین بن علی نے اپنی خلافت کا اعلان کیا مگر بیرونی سازش کے تحت انہیں جلاوطن ہونا پڑا اور اقتدار پر آل سعود قابض ہو گئے۔ اردن کا موجودہ حکمران خاندان اُنہیں کی اولاد سے ہے)۔ (ii)

(2) ابو محمد حسن (3) علی الاصغر (4) ادریس (5) صالح الارث الاعور (7) یحییٰ الفقیہ العابد (8) یوسف (9) داؤد الامیر (10) محمد الاصغر (11) حمزہ (12) عبداللہ (13) ابراہیم (14) سلمان (15) عیسیٰ (16) حسین الاکبر (17) اسحاق (18) حسین الاصغر

ان میں سے داؤد الامیر سید عبدالقادر جیلانیؒ کے عمود نسب ہیں۔

i) المعقبون اوّل: 83، منتھی الآمال 1 (اردو): 303 ii) تاریخ آل حسنؑ

☆ **حضرت سید داؤد الامیر** رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی "داؤد" کنیت" ابوبکر" اور لقب "الامیر" تھا۔ مادر گرامی محبوبہ بنت مزاحم کلابیہ تھیں۔ آپ امیر اور جلیل تھے۔ (i)

تذکرہ نگاروں نے آپ کے فضائل و مناقب مفصل ذکر کیے ہیں۔ الامیر کا لقب آپ کی سیاسی قیادت کی طرف بھی اشارہ ہے۔ جب مسجد میں داخل ہوتے تو لوگ تعظیماً کھڑے ہو جاتے۔ (ii) بحر السرائر اور حجۃ البیضاء کے مطابق آپ جعفری المذہب تھے۔ بایں جہت سید عبدالقادر جیلانیؒ کو بھی جعفری کہا جاتا ہے۔ (iii)

تذکرہ مراۃ الرحمٰن کے مطابق آپ کی وفات 12 شعبان المعظم 321ھ میں مکہ مکرمہ میں ہوئی اور یہیں مدفون ہیں۔ حجاز اور عراق میں آپ کی اولاد بکثرت ہے۔ حلہ محلّہ مدنیین میں بسنے والے داؤدی آپ ہی کی طرف منسوب ہیں۔

المعقبون کے مطابق آپ کے 4 فرزند تھے:

(1) حسن (2) محمد الرومی (3) موسیٰ (ان تینوں کی مادر گرامی ام ولد رومیہ تھیں) (4) محمد

ان کی اولاد کو بنو رومیہ کہتے ہیں جو مکہ میں بکثرت ہے۔ ان میں سے محمد الرومی سید عبدالقادر جیلانیؒ کے عمود نسب ہیں۔

☆ **حضرت سید محمد الرومی** رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی "محمد" کنیت" ابو یحییٰ" اور القاب شمس الدین، المورث اور عابدین تھے۔ مادر گرامی ام ولد رومیہ تھیں بنابرایں ابن الرومیہ موسوم ہوئے۔ نہایت متقی، عابد و زاہد، خلیق و متواضع، ولی کامل اور علوم ظاہری و باطنی کے عالم باعمل تھے۔ آپ کی فصاحت و بلاغت میں جادوئی اثر تھا۔ ایک مرتبہ چند اسرائیلی علماء حضرت عزیرؑ سے سے

i) المعقبون اوّل:165 ii) تاریخ آلِ حسنؑ iii) دلیل المتحیرین:221

متعلق مناظرے کی غرض سے آپ کے پاس آئے تو آپ نے کچھ اس طرح انہیں قائل فرمایا کہ وہ آپ کے دست اقدس پر مشرف با اسلام ہوئے۔(i) تذکرہ نگاروں نے آپ کی علمی و روحانی فتوحات کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔بحر الجمان اور تذکرۃ السادت کے مطابق آپ کے 2 عقد تھے۔ایک عقد سیدہ معصومہ بنت ابوالقاسم جو امام موسیٰ کاظمؑ کی اولاد سے تھیں اور دوسرا سید حمزہ کی دختر سے،ان دونوں سے اولاد ہوئی۔

کوفہ میں پرورش پائی اور زندگی کا بڑا عرصہ یہیں گزارا۔یہی آپ کا مسکن تھا۔تذکرہ مشائخ قادریہ میں جناب محمد دین کلیم نے آپ کی تاریخ وفات 415ھ تحریر کی ہے۔دلیل المتحیرین کے مطابق قبر انور گیلان میں ہے۔المعقبون کے مطابق آپ کے 6 فرزند تھے :

(1) ابواللیل حسین	(2) یحییٰ	(3) علی
(4) عبداللہ الصلیصل	(5) احمد	(6) محمد الاصغر

ان میں سے یحییٰ سید عبدالقادر جیلانیؒ کے عمود نسب ہیں۔

☆ **حضرت سید ابوعلی یحییٰ الزاھد** رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی "یحییٰ" کنیت "ابوعلی" اور لقب "الزاھد" تھا۔صاحب بحر الجمان نے آپ کو مادرزاد ولی قرار دیتے ہوئے آپ کے فضائل و مناقب اور اخلاق حسنہ قلمبند کیے ہیں۔آپ نہایت بردبار،خوش طبع،خلیق،مہمان نواز اور صاحب علم و فضل تھے۔خلقِ کثیر نے آپ سے دینی و روحانی علوم میں استفادہ کیا۔(ii)

آپ کا مسکن کوفہ تھا آپ کی اولاد آل یحییٰ بھی کہلاتی ہے۔آپ کے 2 عقد تھے۔پہلا عقد سیدہ نور العین بنت سید ابومحمد سے تھا جو امام جعفر صادقؑ کی اولاد سے تھیں

(i) تاریخ آلِ حسنؑ (ii) تاریخ آلِ حسنؑ

اور دوسرا بی بی رضیہ سے تھا۔

سید طاہر علاء الدین گیلانی نے اپنی کتاب تذکرہ قادریہ میں لکھا ہے کہ سید یحییٰ ہی وہ بزرگ ہیں جو سب سے پہلے کوفہ سے ہجرت کر کے مستقلاً گیلان میں مقیم ہوئے۔ محمد دین کلیم کے مطابق آپ کا سن وفات 421ھ ہے۔ قبر انور گیلان میں ہے:

تذکرہ السادات اور بحر الجمان کے مطابق 4 فرزند تھے۔

(1) عبدالکریم عبداللہ الصالح (2) حسن (3) حسین (4) علی

ان میں سے عبداللہ الصالح سید عبدالقادر جیلانیؒ کے جدِ امجد ہیں۔

☆ حضرت سید ابو موسیٰ عبداللہ الجیلی رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی "عبداللہ" کنیت "ابو موسیٰ" اور القاب "الصالح"، "الجیلی" اور الکریم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے امام حسنؑ کی اولاد عالی نژاد کو ظاہری و باطنی علم و حکمت سے آراستہ فرما کر علم و عرفان کی توجہات کا مرکز بنایا۔ انہیں اولیاء کاملین میں سید عبداللہ الجیلی تھے۔ تذکرہ نگار متفق ہیں کہ آپ جامع الکمالات تھے۔ محدث، فقیہ اور عابد و زاہد تھے۔ بحر الجمان میں آپ کے علم و فضل اور کرامات کا تذکرہ موجود ہے۔ بحر الانساب کے مطابق آپ ہمہ وقت "انت الهادی انت الحق لیس الهادی الا هو" میں بالخصوص اور دیگر اذکار میں بالعموم مشغول رہتے تھے۔ آپ کے والد بزرگوار سید یحییٰ بحیثیت علوی داعی گیلان تشریف لائے تھے۔ دیلم (گیلان) اور طبرستان میں 64 سال تک خاندان سادات نے حکومت کی تھی۔ مورخ ابن خلدون نے بھی علویوں کی حکومت کا تذکرہ کیا ہے۔ چوتھی صدی ہجری کے نصف کے بعد ظاہری حکومت تو ختم ہو گئی لیکن عوام الناس میں ان کی سیادت کا سکہ بدستور چلتا رہا۔ سن وفات 451ھ ہے اور قبر انور جبل نور گیلان میں

ہے۔سید محبوب علی داتوی کے مطابق 2 عقد تھے۔ان میں سے ایک سیدہ فاطمہ بنت عبداللہ جوامام علی نقی کی اولاد سے تھیں انہیں کے بطن اطہر سے دونوں فرزند تھے۔(i)

دلیل المتحیرین کے مطابق آپ کے 2 فرزند تھے:

(1) سید عبدالوھاب (2) سید ابوصالح موسیٰ

ان میں سے سید ابوصالح موسیٰ سید عبدالقادر جیلانی کے پدرگرامی ہیں۔

☆حضرت سید ابوصالح موسیٰ جنگی دوست رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی "موسیٰ" بعض نے "محمد" بھی لکھا ہے۔کنیت "ابوصالح" اور معروف لقب "جنگی دوست" تھا۔کنزالاسرارقادریہ اور صاحب معدن الانساب کے مطابق لفظ جنگی بعرف عجم صاحب مجادلہ ومحاربہ کو کہتے ہیں۔چونکہ امر بالمعروف میں آپ نہایت ہی سرگرم تھے اور جہاد بالنفس آپ کا وظیفہ تھا لہٰذا اس لقب سے ملقب ہوئے۔نفس کشی اور ریاضت شرعی میں فرد یگانہ تھے۔(ii)صوبہ گیلان میں واقع بستی نیف میں 400ھ میں ولادت ہوئی۔اھل تواریخ وتذاکر نے آپ کے روحانی فضائل وکمالات، مجاہدات وفتوحات روحانی اور زہدوتقوی کو بیان کیا ہے۔جوکہ آپ کی روحانی شخصیت کا عکاس ہیں۔

مُلّا جامی (نفحات الانس) اور ملا علی قاری (نزھۃ الخاطر الفاتر) کے مطابق سید عبداللہ صومعی جوامام محمد تقیؑ کی اولاد سے تھے اور گیلان کے اکابر بزرگان میں شمار ہوتے تھے۔آپ اُن کے داماد تھے۔

دلیل المتحیرین کے مطابق آپ کے دوفرزند تھے:

(1) سید ابواحمد عبداللہ (2) سید ابومحمد محی الدین عبدالقادر جیلانی

i) تاریخ آلِ حسنؑ ii) فیضانِ قادریہ رزاقیہ:134

ان میں سے ہم اپنے عمود نسب سید عبدالقادر جیلانیؒ کا تذکرہ کریں گے۔

بغداد میں سکونت

470ھ میں ابوصالح موسیٰؒ (محمد) کے ہاں گیلان میں ایک فرزند سید ابومحمد محی الدین عبدالقادر جیلانی ؒ کی ولادت ہوئی۔بچپن ہی میں شفقت پدری سے محروم ہو گئے۔نانا جان عبداللہ صومعیؒ جو اکابر بزرگان میں سے تھے نے کفالت کی۔تقریباً 18 سال کی عمر میں مادر گرامی سیدہ فاطمہؒ (امتہ الجبار) نے اعلیٰ تحصیلات علمی کے لئے بغداد روانہ کیا۔بعداز تحصیل علوم وفنون 25 سال تک جنگلوں،صحراوں اور ویرانوں میں خلوت نشینی اور ذکر وفکر اختیار کیا۔پھر بغداد واپس آکر درس وتدریس،وعظ ونصیحت اور رشد وہدایت میں مشغول ہوگئے۔لاکھوں انسان فیض یاب ہوئے۔روحانی کمالات اور خوارق ظہور پذیر ہوتے رہے۔561ھ میں وفات ہوئی اور بغداد میں مدفون ہوئے۔(i)

ان کے فرزند تاج الدین عبدالرزاق ؒ (متوفی 603ھ) تھے۔ان کے فرزند قاضی القضات (چیف جسٹس) ابوصالح نصرؒ (متوفی 633ھ) تھے۔656ھ سقوط بغداد اور فتنہ تاتار کے بعد سید عبدالرزاق جیلانی ؒ کی اولاد کا شیرازہ بکھر گیا۔40 دن تک تاتاری تلوار چلاتے رہے۔لاکھوں مسلمان قتل ہوئے کتب خانہ دریا برد کردیا گیا۔اسی دوران ابونصر محمدؒ (متوفی 656ھ) کی وفات ہوئی۔ان کے فرزند ظہیر الدین شہاب الدین احمدؒ 681ھ میں لاپتہ ہوگئے۔اور پھر کنویں سے لاش ملی۔انہی کے فرزند سیف الدین شرف الدین یحییٰ 685ھ میں حماہ (شام) منتقل ہوگئے۔(ii) مجموعی طور پر یہ بزرگان تقریباً 197 برس بغداد میں مقیم رہے اور ان کی مزارات بھی یہیں ہیں۔

i) المعقبون اوّل: 169 ii) فیضانِ قادریہ رزاقیہ: 220

☆حضرت سید ابو محمد محی الدین عبدالقادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی "عبدالقادر" کنیت "ابو محمد "اور مشہور لقب "محی الدین" تھا۔آپ نجیب الطرفین حسنی وحسینی سید تھے۔مادر گرامی ام الخیر سیدہ فاطمہ بنت عبداللہ صومعی حضرت امام تقی جواد علیہ السلام کی اولاد سے تھیں۔(i) ولادت یکم رمضان المبارک 470ھ بوقت شب ملک ایران،صوبہ گیلان کے موضع "نیف" میں ہوئی۔ابن تغری بردی (ت874ھ) کے مطابق آپ واسط اور بغداد کے درمیان ایک گاؤں "جیل" میں متولد ہوئے۔یاقوت حموی (ت 626ھ) نے مقام ولادت "بشتیر " بتایا ہے۔جو بلاد جیلان کا ایک موضع ہے۔مگراس بات پر تمام مورخین اور محققین متفق ہیں کے آپ کی تربیت اور پرورش گیلان میں ہوئی جسکی وجہ آپ گیلانی کہلائے۔گیلانی کو معرب کرکے "جیلانی" بنادیا گیا پھراسی کا مخفف "جیلی" ہے۔سیدہ فاطمہؒ کے مطابق میرا یہ طفل رمضان المبارک کے دنوں میں دودھ نہیں پیتا تھا۔(ii)

سید عبدالقادر جیلانی بچپن ہی میں شفقت پدری سے محروم ہوگئے۔جملہ کفالت وتربیت نانا گرامی قدر سید عبداللہ صومعی کرتے رہے جو گیلان کے جلیل القدر اور صاحب عظمت بزرگ تھے۔18 سال کی عمر میں مادر گرامی قدر ام الخیر سیدہ فاطمہ نے اعلیٰ تحصیلات علمی کے لیے بغداد روانہ کیا۔آپ 488ھ میں وارد بغداد ہوئے۔(iii)

ابن الفوطی اور ابن النجار کے مطابق سید عبدالقادر جیلانی اولیاء مجتھدین،امور دین میں مرجع مشائخ اور اسلام کی عالم وعامل شخصیات کے آئمہ میں سے تھے۔صاحب نفس طاہرہ اور ظاہری کرامات والے تھے۔بغداد میں آکر 9 برس تک اعلیٰ تحصیلات علمی جیسے علم فقہ،تفسیر،حدیث،کلام اور وعظ ونصیحت میں مشغول رہے۔آپ کے معروف استاد

i)نزھۃ الخاطر الفاتر (اردو):31 ii)فیضانِ قادریہ رزاقیہ: 141 iii)المعقبون اوّل:169

اور شیخ طریقت ابو سعید مبارک بن علی الحزمی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

حصول علم و معرفت کے بعد 25 سال تک خلوت نشین اور مجرد ہو کر ریاضت و سیاحت اختیار کی اور اس دوران جنگلوں اور صحراؤں میں رہے۔ اصول دین اور فروع دین میں مفید کتب تحریر کیں اور وعظ و نصیحت میں مشغول ہو گئے۔ آپ کی شخصیت جامع جمیع کمالات تھی۔ تبحر عالم، منفرد متقی، عظیم الشان مفسر قرآن، بلند پایہ محدث، کامل عارف باللہ اور فقید المثال خطیب و واعظ تھے۔ آپ کے کرشمات و کرامات زبان زد عام ہیں۔ فقہی اعتبار سے آپ خود مجتہد تھے۔ البتہ فقہ حنبلی اور فقہ شافعی کے مطابق بھی فتویٰ صادر کیا کرتے تھے۔(i) فتوح الغیب اور الفتح الربانی آپ کی معروف کتب ہیں۔

وفات 11 ربیع الثانی 561ھ بغداد میں ہوئی۔ تدفین باب الازج کے مدرسہ میں بوقت رات ہوئی۔ تاریخ ابن نجار کے مطابق آپ کے 27 فرزند اور 22 دختران تھیں۔ اکثر کتب تواریخ میں یہی درج ہے۔

زیادہ معروف 10 فرزند یہ تھے:

(1) سید عبدالوھاب (متوفی 593ھ خانوادہ گیلانیہ اوچ شریف انھیں کی اولاد سے ہے) (2) سید شرف الدین عیسیٰ (3) سید عبدالعزیز (4) سید عبدالجبار (5) حافظ سید عبدالرزاق (6) سید ابراہیم (7) سید محمد (8) سید عبداللہ (9) سید یحییٰ (10) سید موسیٰ

ان میں سے سید عبدالرزاق سید نظام الدین بری کے عمود نسب ہیں۔

i) دلیل المتحیرین: 242

حضرت سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی سیادت

تاریخ عالم کا مطالعہ کرنے والا ہر ادنیٰ طالب علم بھی اس حقیقت سے بخوبی آشنا ہے کہ محبوب سبحانی، غوث صمدانی، پیران پیر، پیر دست گیر، غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی والجعفری رحمۃ اللہ علیہ (i) کا شمس سیادت اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا ہے۔ آپ کی سیادت و شرافت ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ قدیم یا جدید، نسب یا تاریخ پر لکھی جانے والی کوئی مستند و معتبر کتاب ایسی نہیں ہے جس میں بطور نجیب الطرفین حسنی و حسینی سید آپ کا ذکر شامل نہ ہو۔ قدیم ترین و تاریخی شجرات و مبسوطات نسب اور قلمی نسب ناموں میں آپ کا متواتر ذکر موجود و محفوظ ہے۔

سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد، احوال اور سیرت و کردار جن کتب میں بالتفصیل مذکور ہیں ان کی تعداد تقریباً 225 سے متجاوز ہے۔ ان میں سے تقریباً 100 کتب ایسی ہیں جو خالصتاً آپ کے فضائل و مناقب اور مکاشفات و کمالات میں تحریر کی گئی ہیں۔

☆طعن سیادت سید عبدالقادر جیلانیؒ کے اولین مصادر

تاج العارفین سید عبدالقادر جیلانیؒ کے حسنی النسب ہونے پر سب سے پہلے بالترتیب ان حضرات نے اعتراض کیا: (ii)

(1) ابن میمون (2) احمد بن محمد بن حسینی (ت 696ھ، شجرۃ الاولیاء) (3) عبدالرحمٰن بن عبدالمحسن واسطی انصاری رفاعی شافعی (ت 744ھ، تریاق المحبین) (4) علی بن محمد قرمانی حنفی (رسالۃ الحق الظاہر) (5) احمد بن علی بن عنبہ زیدی المسلک (ت 828ھ، عمدۃ الطالب)

i) شجرۃ الانوار (قلمی) ii) سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کی سیادت نسبی: 14 تا 20

بعد میں جس کسی نے بھی اعتراض کیا اس کے بنیادی مصادر اور مدارک یہی ہیں۔نسب سید عبدالقادر جیلانیؒ کےان معترضین کے پاس نہ تو کوئی قوی دلیل ہے اور نہ ہی کامل الثبوت کوئی وجہ!! بلکہ فقط یہ اعتراضات تعصب اور عناد پر مبنی ہیں۔سیادت غوث اعظم کے حق میں اوران کتب کی رد میں مستند عقلی ونقلی حوالہ جات کے ساتھ جوابی کتب بھی تحریر کی گئیں۔

اعتراضات کا جائزہ اور تردید

1۔سید عبدلقادر جیلانی اور ان کے فرزندوں میں سے کسی نے بھی دعویٰ سیادت نہیں کیا بلکہ سب سے پہلے اُن کے پوتے قاضی ابوصالح نصر نے یہ دعویٰ کیا۔

2۔عبداللہ بن محمد بن یحیٰی حجازی شخص تھےاور وہ کبھی حجاز سے باہر نہیں نکلے نیز جنگی دوست واضح عجمی نام ہے۔

جمال الدین احمد بن علی صاحب عمدۃ الطالب نےطعن نسب سے پہلے ہی اس مسلمہ حقیقت کوتسلیم کرلیا

"وقد نسبوا الی عبداللہ بن محمد بن یحییٰ بن محمد الرومیہ "(i)

یعنی یقیناً علماء ومورخین نے سید عبدالقادر جیلانی کوعبداللہ بن محمد بن یحیٰی بن محمد الرومیہ کی طرف منسوب کیا ہے اس واضح اقرار کے بعد تو کسی بھی اعتراض کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی کیونکہ بلاشبہ علماء صابقین کی تحقیق ہی اولیٰ بالصدق والصواب ہوتی ہے۔

اولاً: سید عبدالقادر جیلانی نے اپنے معروف قصیدہ غوثیہ میں اپنا حسنی النسب ہونا بیان فرمایا ہے آپکے فرزند سید عبدالرزاق نے بھی فتوح الغیب حاشیہ بر بہجۃ الاسرار (مصر)

(i)عمدۃ الطالب:130

میں اپنا نسب نامہ بیان کیا ہے۔معاصر علماء نے بھی آپ کی سیادت نسبی ذکر کی ہے۔(i)

جید علماء کرام نے قصیدہ غوثیہ کو مستند قرار دیتے ہوئے اُس کی شروحات بھی تحریر کی ہیں۔سلسلہ قادریہ کے لاکھوں متوسلین روزانہ قصیدہ غوثیہ کو بطور وظیفہ پڑھتے ہیں۔آپ یوں فرماتے ہیں:

"اناالحسنی و المخدع مقامی واقدامی علیٰ عنق الرجال"

یعنی میں حسنی ہوں اور مخدع میں میرا مقام ہے اور میرے قدم بڑے بڑے لوگوں کی گردن پہ ہیں۔

ثانیاً: علامہ نسابہ سید جعفر الاعرجی (متوفی 1332ھ) نے اپنی کتاب **مناھل الضرب فی انساب العرب** میں اس اعتراض کو اپنے اس قول سے مسترد کیا ہے کہ عدم تلفظ خاندان اہلبیتؑ میں سے نہ ہونے پر ہرگز دلالت نہیں اور نہ ہی گیلانی ہونا سیادت میں کوئی مانع ہے۔(ii)

ثالثاً: علامہ نسابہ سید محمد بن حسین بن عبداللہ حسینی سمرقندی (متوفی 996ھ) نے اپنی کتاب تحفۃ الطالب میں اس اعتراض کو اپنے اس قول سے رد کیا ہے " اگر چہ جنگی دوست عجمی نام ہے لیکن یہ سادات سے نہ ہونے کی وجہ و دلیل نہیں ہے کیونکہ بلاد عرب میں بھی عجمی نام رکھے جاتے ہیں پھر علماء کی کثیر جماعت نے بھی تو سید عبدالقادر جیلانی کو امام حسن بن علی علیہما السلام کی طرف منسوب کیا ہے "(iii)

رابعاً: قاضی ابو صالح نصر جو کہ معروف علمی شخصیت تھے انھوں نے اپنے پدر گرامی سید عبدالرزاق اور جد امجد سید عبدالقادر جیلانیؒ سے روایت کی بنیاد پر سیادت کے جملہ آثار و علائم بیان کر دیے۔حافظ ابن حجر عسقلانی کے مطابق وہ ثقات میں سے تھے تاریخی اعتبار سے یہ متواترات میں سے ہے۔

i) سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کی سیادت نسبی: 36 ii) مناھل الضرب: 251 iii) تحفۃ الطالب: 27

خامساً: سادات بنوحسنؑ کی بلاد ایران جیسے دیلم اور گیلان اور بلاد عراق جیسے کوفہ، حلہ، مدائن، جیل اور بغداد کی طرف ہجرت وورود مسلمات تاریخ سے ہے اور اس کا انکار ممکن نہیں ہے مورخ ابن خلدون نے دیلم اور گیلان میں علوی حکومت کا ذکر کیا ہے۔

سادساً: الانوار فی نسب آل النبیؐ المختار جیسی مستند و معیاری کتاب جس کے فاضل مصنف کا سنِ وفات 758ھ ہے۔ یہ انساب سادات کی قدیم کتب میں سے ہے۔ نسابہ سید مہدی رجائی کی تحقیق کیساتھ مکتبہ آیت اللہ العظمیٰ مرعشی نجفی قم المقدسہ ایران سے طباعت نو کیساتھ شائع ہو چکی ہے۔ اس میں سید عبدالقادر جیلانیؒ کی سیادت نسبی بیان کی گئی ہے۔(i)

سابعاً: عرب معاشرہ میں نسب نامہ کی حفاظت اور یادداشت کا بطور خاص اہتمام کیا جاتا ہے ہر خانوادہ اپنے اپنے نسب کا حافظ ہوتا ہے۔ اس صورت حال میں تبدیلیٔ نسب نہایت غیر معمولی امر ہے۔ لہٰذا عقلی طور پر سید عبدالقادر جیلانیؒ کے نسب پر یہ طعن غیر منطقی اور ناقابل فہم ہے۔

ثامناً: سید عبدالقادر جیلانی، سید عبدالرزاق، سید ابوصالح نصر کی علمائے زمانہ میں وہی نمایاں حیثیت تھی جو ستاروں کے جھرمٹ میں چاند کی ہوا کرتی ہے۔ بھلا سید قاضی ابو صالح نصر کو کیا ضرورت تھی کہ وہ ابن میمون جیسے معمولی نساب کو اپنے اندراج سیادت کے لیے کہتے !!! جبکہ بڑے بڑے مورخین، محدثین اور علماء اُن کے شاگرد تھے اور ان کا اقرار سیادت بھی کر چکے تھے۔ از لحاظ عقل و نقل یہ کہانی وضعی، جعلی اور من گھڑت ہے۔

تاسعاً: احادیث نبوی میں نسب تبدیل کرنے والے کی شدید مذمت کی گئی ہے۔ اور اس فعل کو گناہ قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ سید عبدالقادر جیلانی، سید عبدالرزاق اور سید قاضی ابوصالح نصر بلند پایہ محدثین، عارفان باللہ اور صاحبان تقویٰ وطہارت تھے نیز

(i) الانوار: 57

روحانیت میں اعلیٰ مقام حاصل کر چکے تھے۔اپنے پرائے سبھی ان کے زہد وتقویٰ کے معترف تھے۔لہذا یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ تبدیلی نسب جیسے کبیرہ گناہ کے مرتکب ہوتے!!! یہ اعتراض عقل ودانش سے یکسر بالاتر ہے۔

پس ان دلائل قاطعہ اور براہین بینہ کی بنیاد پر تمام اعتراضات واشکالات رفع ہو جاتے ہیں۔

☆ مسئلہ سیادت اور ہم عصر محققین اور اولیاء کرام

وہ صاحبان علم جنہوں نے سرکار غوث اعظمؒ کا زمانہ پایا اور آپ کی سیادت نسبی کا برملا اظہار کیا۔بحوالہ ابن عزوز معروف نساب ، مورخ اور محدث محمد بن عیاد اندلسی (متوفی 603ھ) نے اپنی کتاب مشجر العالم میں آپ کے نجیب الطرفین سید ہونے کا ذکر کیا ہے۔شیخ الشیوخ شھاب الدین سہروردیؒ نے آپ کی سیادت نسبی لکھی ہے۔شیخ ابو بکر بن ہوار بطائحی ، شیخ ابو محمد شنبکی ، شیخ عزاز بن مستودعا، شیخ عقیل منجی جیسے اکابر اولیاء نے بھی آپ کی سیادت کا اعتراف کیا ہے۔چنانچہ یہ کہنا قطعی غلط ہے کہ سید عبد القادر جیلانیؒ اپنے معاصرین میں سید مشہور نہیں تھے۔(i)

☆ مسئلہ سیادت اور زمانۂ قریب کے مورخین واولیاء کرام

سید عبد القادر جیلانیؒ کا حسنی النسب ہونا زمانۂ قریب کی کتب، تراجم اور طبقات میں مشہور رہے۔قریبی زمانہ اور بعد کے اکثر اہل علم نے اس کا برملا اثبات کیا ہے:

(ا) سبط ابن الجوزی (متوفی 654ھ، مراۃ الزمان فی تاریخ الاعیان) (2) نور الدین لخمی شطنوفی (متوفی 713ھ بہجۃ الاسرار) (3) ابن الفوطی (متوفی 723ھ، تلخیص مجمع الالقاب) (4) قطب الدین موسیٰ (متوفی 726ھ الشرف

i) سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی کی سیادت نسبی:108

الباھر)(5)الصفدی(متوفی 764ھ،الوافی بالوفیات)(6)ابن شاکر کتبی(متوفی 764ھ، فوات الوفیات)(7)الیافعی (متوفی 768ھ،السنی المفاخر)(8)حافظ ابن رجب حنبلی(متوفی 795ھ،الذیل علی طبقات الحنابلہ)(9)ابن ملقن(متوفی 804ھ،طبقا تہ)(10)فیروزی آبادی(متوفی 817ھ،روضۃ الناظر)(11)حافظ ابن حجر عسقلانی(متوفی 852ھ،غبطۃ الناظر)(12)امام شعرانی(973ھ،طبقات شعرانی)

عہد قریب کے معروف اولیائے عظام جیسے سید معین الدین چشتی اجمیریؒ ، (متوفی 633ھ)، قطب الدین بختیار کا کیؒ (متوفی 634ھ) بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ(666ھ) سید جلال الدین حیدر سرخ پوش بخاریؒ(متوفی 690ھ)، مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ(متوفی 785ھ)اور بہاء الدین نقشبندؒ(متوفی 791ھ) نے کہیں بھی سید عبد القادر جیلانیؒ کا انکار سیادت نہیں کیا بلکہ ان میں سے اکثر نے اپنی تحریروں میں آپ کا اعتراف سیادت کیا ہے۔

☆نتیجہ بحث

1۔قصیدہ غوثیہ میں خود غوث اعظمؒ نے اپنی سیادت ظاہر فرمائی ہے۔معاصر محققین نے آپ کو حسنی سادات سے شمار کیا ہے۔قاضی القضاۃ ابو صالح نصر نے اپنے پدر گرامی اور جد امجد سے روایت کی بنیاد پر سیادت کے قرائن ودلائل ظاہر کر دیے۔عدم تلفظ سیادت ہرگز خاندان اہلبیتؑ سے نہ ہونے پر دلالت نہیں ہے۔زمانہ قریب کے مورخین، عارفین اور نسابین نے آپ کی سیادت نسبی بیان کی ہے۔

2۔سادات بنو حسنؑ کی بلاد طبرستان (ایران) جیسے دیلم و گیلان اور بلاد عراق جیسے

کوفہ، حائر، حلہ، مدائن، جیل اور بغداد کی طرف ہجرت وورود مسلمات تاریخ سے ہے اور اس کا انکار ناممکن ہے۔لہذا جس طرح بخاری ہونا امام علی نقی علیہ السلام کی اولاد اور شیرازی ہونا امام جعفر صادق علیہ السلام کی اولاد کے لیے مانع نہیں ہے اسی طرح گیلانی ہونا بھی اولاد امام حسن علیہ السلام کے لیے کوئی مانع ومنافی نہیں ہے۔

3 ۔بلاد عجم حتیٰ کہ بلاد عرب میں بھی عجمی اللقب ہونا سیادت وشرافت کے لیے تعجب انگیز نہیں ہے۔اور اس کی امثال بہت زیادہ ہیں جنھیں تاریخ عرب کا مطالعہ کرنے والا ہر ادنیٰ طالب علم بھی درک کرسکتا ہے۔

☆چند شبہات کا ازالہ

اول :بعض سادہ لوح لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ لفظ " شیخ " کا اطلاق قوم یا ذات یا قبیلہ پر ہوتا ہے یا یہ کہ شیخ کا لفظ سید یا شریف کے مقابل استعمال ہوتا ہے۔ یہ اُن کی کھلی غلط فہمی ہے کیونکہ یہ لفظ کی لغوی اور اصطلاحی تعریفات کے بالکل برعکس ہے۔(i)

شیخ کا لفظ عام طور پر بزرگ، صالح اور عالم دین کے لیے بولا جاتا ہے۔راغب اصفہانی نے مفردات میں لکھا ہے کہ " شیخ وہ ہے جس کا علم بہت وسیع ہو" المنجد کے مطابق شیخ سے مراد " ہر وہ شخص جو عوام الناس کی نظر میں علم ،فضیلت اور مرتبہ کے لحاظ سے منفرد ہو" لفظ شیخ سید اور غیر سید دونوں پر صادق آ سکتا ہے۔قرآن کریم سورہ ھود میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے لفظ شیخ استعمال ہوا ہے۔سید عبداللہ محض کا لقب " شیخ بنو ہاشم " تھا۔سید عبداللہ رضا بن موسیٰ جون کو " شیخ صالح " کہا جاتا تھا سید نظام الدین اولیاء کو " سلطان المشائخ " کہا گیا۔سید احمد رفاعی کو شیخ احمد رفاعی کہتے ہیں۔ مذکورہ امثلہ میں لفظ شیخ کا اطلاق کہیں بھی غیر سید پر نہیں ہوا ہے لہذا لفظ شیخ نہ تو سید کا متضاد ہے اور نہ ہی

i)مفردات:270 ،المنجد:550

سیادت کے لیے منافی ہے۔

دوم: اگر سید عبدالقادر جیلانیؒ کے دور کا بنظر غور جائزہ لیا جائے تو واضح ہو جائے گا کہ اُس دور میں زیادہ تر نسب، قوم، یا ذات کو نام کے ساتھ تحریر نہیں کیا جاتا تھا بلکہ جائے ولادت اور جائے سکونت کی طرف منسوب کرنے کا رواج عام تھا۔ جیسے معین الدین چشتی اجمیریؒ، جلال الدین حیدر بخاریؒ اور شمس الدین سبزواریؒ حالانکہ یہ ساری شخصیات سادات اشراف ہیں۔ پس یہ ثابت ہوا کہ نام کے ساتھ عدم تلفظ سیادت سے صحت نسب پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

سوم: غنیۃ الطالبین ایک اختلافی کتاب ہے۔ اس کے بعض مضامین مسلمات دین سے کھلا انحراف ہیں۔ اس میں احادیث ضعیفہ اور موضوعہ کی بہت بڑی تعداد موجود ہے۔ اولاً یہ کتاب حضور غوث اعظم کی اصلاً ہے ہی نہیں ثانیاً یا پھر اس میں تحریفات و الحاقات کی بھرمار ضرور ہے۔(i)

خاتم المحدثین شیخ عبدالحق محدث دھلوی کا قول ہے۔ "ہرگز نہ ثابت شدہ کہ ایں تصنیف آنجناب است اگرچہ انتساب بآنحضرت شہرت دارد" (حاشیہ نبراس صفحہ 375) یعنی اگرچہ یہ کتاب سرکار غوث اعظمؒ کی طرف منسوب کی جاتی ہے لیکن ہرگز یہ ثابت نہیں ہے کہ یہ آپ ہی کی تصنیف ہے۔

جید علمائے اہلسنت والجماعت نے غنیۃ الطالبین کے سرکار غوث اعظمؒ کی طرف منسوب کیے جانے پر زبردست اشکالات اور اعتراضات وارد کیے ہیں۔ ان میں سے بعض کے اجمالی نام ملاحظہ ہوں:

(1) حافظ ابن حجر مکی (فتاویٰ حدیثیہ) (2) علامہ عبدالعزیز پرھاروی (النبراس شرح عقائد) (3) علامہ نظام الدین ملتانی (4) سلطان الفقر فقیر نور محمد سروری قادری

i) البدایہ والنھایہ 12: 252

کلاچوی(مخزن الاسرار)(5)مولوی عبدالعزیز ملتانی(کوثر النبیؐ)(6)مولوی غلام قادر بھیروی (نور ربانی)(7)مولوی عبدالحکیم فاضل سیالکوٹی (انوار شریعت)(8)علامہ حمزہ شنواری(وجودوشہود)(9)اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی (فتاویٰ رضویہ جدید جلد 9 2)(0 1)مولوی عبدالحی لکھنوی (الرفع والتکمیل)(11)جمیل احمد نذیری دیوبندی(رسول اکرم کا طریقہ نماز)(12)علامہ غلام رسول سعیدی(توضیح البیان)(13)فیض احمد اویسی(ھدیۃ السالکین)

بندہ ناچیز فقیر کو مورخ آل حسنؑ سید علی اکبر گیلانی مرحوم ومغفور سابق پروڈیوسر پی ٹی وی اور قدوۃ العارفین داعی اتحاد امت مسلمہ علامہ سید محمد انور گیلانی نقیب الاشراف پاکستان سے شرف ملاقات میں ان کی زبانی صدق بیانی سے بھی یہی معلوم ہوا ہے کہ مذکورہ کتاب کے من وعن سرکار غوث اعظمؒ کے ہونے میں واضح اشکال ہے۔

عصر حاضر میں غنیۃ الطالبین میں اتحاد بین المسلمین کے منافی مواد ہونے کی وجہ سے حکومت پاکستان نے اس کو ممنوعہ کتب(Banned Books) میں شامل کیا ہے

مسئلہ سیادت اور علمائے شیعہ امامیہ

اگرچہ بعض شیعہ موءلفین نے سید عبدالقادر جیلانیؒ کے نسب پر اعتراض کیا ہے لیکن اُن کے دلائل ضعیف اور خلاف حقیقت ہیں لہذا اسے ہرگز شیعہ امامیہ کا مئوقف نہ سمجھا جائے کیونکہ شیعہ امامیہ کے اکابر علماء، مورخین اور نسابین نے سید عبدالقادر جیلانیؒ کے شرف سیادت کا اعتراف کرتے ہوئے اپنی معتبر کتب میں ذکر کیا ہے۔

حضرت آیت اللہ استاد شہید مرتضیٰ مطہریؒ نے اپنی معرکتہ الارا کتاب " آشنائی با علوم اسلامی " میں سید عبدالقادر جیلانیؒ کو حسنی النسب قرار دیتے ہوئے بغداد میں آپ کی مزار کا اقرار کیا ہے۔(i)

رہبر کبیر انقلاب اسلامی ایران آیت اللہ العظمیٰ امام خمینیؒ نے اپنی بعض مجالس میں سید عبدالقادر جیلانیؒ کی تعریف کی ہے اور آپ سلسلہ قادریہ کے نامور شاگرد محی الدین ابن عربی کے بہت بڑے مداح تھے۔

اس طرح آیت اللہ شہید محمد باقر الصدرؒ نے بھی اپنے مشہور مقالات میں سے ایک میں سید عبدالقادر جیلانیؒ کو اسلام کے عظیم مصلحین میں سے شمار کیا ہے۔

علامہ شہید محمد صادق صدرؒ نے سید عبدالقادر جیلانیؒ کے متعلق فرمایا کہ وہ عابد اور زاہد تھے۔ انھوں نے اپنی دنیا کے لیے کچھ نہیں کیا مگر اپنی آخرت سنوار دی۔ سید عبدالقادر جیلانی اہلبیت علیہم السلام کے محبّ اور مقرب تھے۔(ii)

(iii) شجرہ طیبہ میں ایران کے معروف محقق ڈاکٹر سید فضل علی شاہ موسوی صفوی خلخالی زادہ نے سید عبدالقادر جیلانی کی سیادت نسبی بیان کی ہے۔

دور حاضر کے معروف محقق علامہ نسابہ سید مہدی رجائی موسوی نے اپنی شہرہ

i) آشنائی با علوم اسلامی:110، ii) www.ahbabhusain.net، iii) شجرہ طیبہ:14

آفاق کتاب "المعقبون من آل ابی طالبؑ" جلد اول صفحات 170,169,168 پر سید عبدالقادر جیلانی اور آپ کے آباؤاجداد کا مفصل ذکر کیا ہے۔

وہ لکھتے ہیں کہ "مجھے یقین ہے کہ عبدالقادر جیلانی کا نسب حسن بن علی بن ابو طالب (علیہم السلام) سے متصل ہے۔ وہ مزید لکھتے ہیں کہ "میرا قول یہ ہے کہ سادات گیلانی دور حاضر اور گزشتہ ادوار میں سیادت میں مشہور ہیں۔ بس اُن کے اثبات سیادت کے لیے یہی کافی ہے کیونکہ عراق، شام، ایران اور دنیا بھر میں بہت سے خانوادے ایسے ہیں جو سید عبدالقادر جیلانی کی طرف منسوب ہیں اور نسل در نسل سیادت و شرافت میں مشہور و معروف ہیں" (i)

فخر ملت علامہ سید افتخار حسین نقوی ممبر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کی زیر سرپرستی شیعہ امامیہ کا کثیر الاشاعت میگزین ماہنامہ پیام زینب (س) نومبر 2016 شمارہ نمبر 240 صفحہ نمبر 17 پر محقق شاعر اہلبیتؑ صفدر حسین ڈوگر کربلائی، سید عبدالقادر جیلانیؒ کی سیادت، احوال اور اولاد سے متعلق 8 معتبر کتب سے دلائل دیے گئے ہیں۔

معروف ماہر انساب سادات سید غلام عباس نقوی ڈسکہ سیالکوٹ نے اپنی کتاب الآثار فی نسب آل اطہارؑ صفحہ نمبر 25 پر سید عبدالقادر جیلانیؒ کی سیادت نسبی کا شجرہ تحریر کیا ہے۔

الانوار اور تحفۃ الطالب انساب سادات کی معیاری اور مستند کتب ہیں۔ علامہ نسابہ سید مہدی رجائی موسوی کی تحقیق و توثیق کے ساتھ مکتبہ آیت اللہ العظمیٰ مرعشی نجفی سے ان کی طباعت نو بھی ہو چکی ہے۔ ان میں سید عبدالقادر جیلانیؒ کا حسنی النسب ہونا روشن و آشکار ہے۔

(i) المعقبون اوّل: 170

☆پدری نسب

صاحب النفحة العنبريه فی انساب خير البريه ،علامہ نسابہ محمد کاظم بن ابوالفتوح بن سلیمان الیمانی الموسوی، صاحب بحرالانساب محمد بن احمد حسینی نجفی ،صاحب تحقیق تحفۃ الطالب شریف انس کتبی حسنی اور صاحب المعقبون سید مہدی رجائی نے آپ کا پدری نسب یوں نقل کیا۔(i)

"ابو محمد عبدالقادر الجيلانی بن ابو صالح موسیٰ جنگی دوست (محمد) بن عبدالله بن محمد بن يحییٰ بن محمد الروميه بن دائود الامير بن موسیٰ الثانی بن عبدالله الرضا بن موسیٰ الجون بن عبدالله المحض بن حسن المثنیٰ بن حسن السبط بن امير المومنين علی(عليهم السلام)"

☆مادری نسب

ماہر انساب شیخ یونس ابراہیم السامرائی اپنی کتاب (ii) " الشيخ عبدالقادر الكيلانی حياته وآثار ه "میں آپ کا مادری نسب یوں بیان کرتے ہیں"محی الدين ابو محمد عبدالقادر بن امة الجبار فاطمه بنت عبدالله صومعی الزاهد بن ابو جمال الدين محمد بن محمود بن ابوا لعطا عبدالله بن كمال الدين عيسیٰ بن ابو علاء الدين امام محمد الجواد بن امام علی رضا بن امام موسیٰ كاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن علی زين العابدين بن امام حسين سيد الشهدا بن امير المومنين علی(عليهم السلام)"

i)النفحۃ العنبریہ:122،بحرالانساب:200،تحفۃ الطالب:28،المعقبون اول:168 ii)فیضانِ قادریہ رزاقیہ: 138

☆سید محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ کے اسم گرامی سے توسل

صدیوں سے بزرگان گیلانی سادات اور ان کے خلفاء اپنے ختوم و اوراد تعویذات، وظائف میں بارگاہ رب العزت میں پیران پیر پیر دستگیر کا اسم گرامی بطور توسل شامل کرتے چلے آرہے ہیں۔ بصدقہ چہاردہ معصومین علیہم السلام اور بحرمت سید عبدالقادر جیلانیؒ خداوند کریم یقیناً مریضوں کو صحت، جادو و آسیب سے نجات اور کاروبار و روزگار میں وسعت عطا فرماتا ہے۔

معروف محقق علامہ عابد عسکری صاحب (لاہور) نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''قوم جنات'' میں بادشاہ جنات کے غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانیؒ کے تابع فرمان اور اطاعت گزار ہونے کے حوالے سے روایت درج کی ہے۔اس طرح عملیات و تعویذات کی کتابوں میں بکثرت آپ کا ذکر موجود ہے۔(i)

☆سید محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ و گریہ امام حسینؑ

آپ کا فرمان ذیشان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے 70 ہزار فرشتے قبر حسینؑ پر مقرر کئے ہیں جو قیامت تک گریہ کرتے رہیں گے۔

مجھ کو محبّ سمجھ کے حسینؑ شہید کا
کیا غم میری مدد پہ اگر غوثؓ پاک ہیں

امیر مینائی

(i) قوم جنات: 101, 102

☆ المعقبون من آل ابی طالب علیہ السلام

یہ انساب سادات کی سب سے ضخیم کتاب ہے جو 3 جلدوں پر مشتمل ہے۔ علامہ نسابہ سید مہدی رجائی موسوی مصنف نے انساب کی بیشتر کتب پر نظر ثانی کی ہے اور ان کا جائزہ لیا ہے۔ نہایت تدقیق و تحقیق، جانفشانی اور عرق ریزی کے بعد اپنی جستجو کے ثمرات اس کتاب کی شکل میں پیش کئے ہیں۔ بجا طور پر یہ کتاب انساب سادات کا انسائیکلوپیڈیا ہے۔

☆ حضرت سید تاج الدین عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی "عبدالرزاق" کنیت "ابوبکر" اور معروف لقب "تاج الدین" تھا۔ آپ کی ولادت 528ھ بغداد میں ہوئی۔ تعلیم و تربیت پدر گرامی سید عبدالقادر جیلانی کی آغوش میں ہوئی اوائل میں فقہ اور حدیث انھیں سے سماعت کی۔ ابو شامہ مقدسی اپنی تاریخ میں تحریر کرتے ہیں کی غوث اعظم کی اولاد میں آپ سب سے زیادہ زاہد، عابد، ثقہ، متقی اور بہتر تھے۔ امام ذھی کے بقول ابن دبیثی، ابن نجار، ضیاء مقدسی، عبداللطیف، تقی بلدانی اور قاضی ابو صالح نصر جیسے بلند پایہ علماء و محدثین آپ کے شاگرد تھے۔ ضیاء مقدسی کے بقول بغداد میں آپ سب سے بڑے حافظ الحدیث تھے۔ حافظ ابن رجب کے مطابق معرفت میں بھی کمال حاصل تھا۔ یحییٰ تادفی کے مطابق تنگدستی میں بھی متواضع اور سخی تھے۔ (i)

اپنے بڑے بھائی سید عبدالوہابؒ کی وفات کے بعد مدرسہ قادریہ کے صدر مدرس مقرر ہوئے۔ حضرت غوث اعظمؒ کے خطبات اور ملفوظات کو تالیف کرنے کا اعزاز بھی آپ کو حاصل ہے۔ آپ کی شاہکار کتاب "جلاء الخاطر" علمی اور روحانی اعتبار سے اعلیٰ مقام رکھتی ہے۔

i) فیضانِ قادریہ رزاقیہ: 211

حافظ ابن رجب کا قول ہے کہ سید عبدالرزاق کے شرم حیاء کا یہ عالم تھا کہ پورے 30 سال مقام حلبہ میں قیام کے دوران مراقبہ میں گزارے اور آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر نہ دیکھا۔ایسا فقط آپ نے خشیت الٰہی کی بنا پر کیا۔

آپ کے اوصاف جمیلہ کی وجہ سے بغداد اور قرب وجوار کی کثیر تعداد آپ کے حلقہء اراوت میں داخل ہوئی۔آپ سے وابستہ سالکین اور متوسلین "رزاقی" کہلانے لگے۔نماز جنازہ میں بہت بڑا جم غفیر تھا۔سن وفات 603ھ ہے۔ابن نجار نے آپ کی وفات کا ذکر کیا ہے۔مزار مقبرہ امام احمد بن حنبلؒ کے احاطہ میں ہے۔باغ سادات کے مطابق برصغیر پاک وہند میں آپ کی اولاد بکثرت آباد ہے۔

دلیل المتحیرین کے مطابق آپ کے 5 فرزند تھے:(1)ابوصالح نصر(2)جمال اللہ حیات المیر (3)اسماعیل(4)ابوالمحاسن فضل اللہ(5)ابوالقاسم عبدالرحیم

شجرہ گلستان امام حسنؑ میں آپ کے چھٹے فرزند شرف الدین عبدالرحمٰن کا ذکر کیا گیا ہے۔

ان میں سے سید قاضی ابوصالح نصر سید نظام الدین بری کے عمود نسب ہیں۔

☆حضرت سید عماد الدین ابوصالح نصر رحمة الله عليه

اسم گرامی "عبداللہ نصر " کنیت "ابو صالح "اور معروف لقب "عماد الدین" تھا۔آپ کی ولادت 564ھ بغداد میں ہوئی۔حافظ ابن رجب کے بقول آپ بلند پایہ فقیہ،مناظر،محدث،زاہد،واعظ،قاضی القضاہ،شیخ الوقت اور عماد الدین تھے۔فصیح اللسان واعظ اور صاحب طرز ادیب تھے۔فتاویٰ نویسی میں بھی خاصی مہارت رکھتے تھے۔جمعہ کے دن جامع مسجد تک پیادہ تشریف لے جاتے تھے۔عاجزی وانکساری اور قناعت پسندی اپنے والد گرامی سے ورثے میں پائی تھی۔اوصاف جمیلہ کے سبب اہل

بغداد آپ کے گرویدہ تھے۔آپ میں وہ تمام خصائل موجود تھے۔جو خانوادہ رسول کا طرہ امتیاز ہیں۔آپ کے دور کے بڑے بڑے محدث،فقیہ اور مورخ آپ کے بلند علمی مقام کے معترف تھے۔اورانھوں نے اپنی اپنی کتب میں آپ کا ذکر خیر کیا ہے۔

عباسی خلیفہ ظاہر بامراللہ کے دور میں 622ھ میں قاضی القضاہ (چیف جسٹس) کے عہدہ پر فائز ہوئے آپ فیصلہ صادر کرتے ہوئے اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عدل امیر المومنین علی علیہ السلام کو شدت سے ملحوظ نظر رکھتے تھے۔اپنے دور قضاوت میں عدل وانصاف کا بول بالا کر دیا۔(i)

سید قاضی ابو صالح نصرؒ کی کتاب "ارشاد المبتدئین" مسائل فقہ پر مبنی ہے دوسری کتاب "تنبیہ الانام" مجموعہ درود شریف ہے۔633ھ میں بغداد میں وفات ہوئی باب الحرب (بغداد) میں مدفون ہوئے۔

تاریخ آل حسنؑ کے مطابق 7 فرزند تھے:

(1) ابو موسیٰ یحییٰ (2) ابو نصر محمد (3) جمال الدین علی (برصغیر کی معروف روحانی شخصیت سید نعمت اللہ ولی انھیں کی اولاد سے تھے۔نیز خانوادہ رزاقیہ حجرہ شاہ مقیم ساہیوال اور خانوادہ رزاقیہ گولڑہ شریف بھی انھیں کی اولاد سے ہیں)(ii) (4) عبد الجبار (5) داؤد (6) نصیر الدین (7) قاسم۔

ان میں سے سید قاضی ابونصر محمد سید نظام الدین بری کے عمود نسب ہیں۔

☆ **حضرت سید محی الدین ابونصر محمد** رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی "محمد" کنیت "ابونصر" اور مشہور لقب "محی الدین" تھا۔پدر گرامی کی وفات کے بعد رزاقیہ مسند خلافت متمکن ہوئے۔جلیل القدر عالم،زاہد اور متورع

i) فیضانِ قادریہ رزاقیہ:217 ii) تاریخ آل حسنؑ

تھے۔شکل شباہت میں اپنے جدامجد سید عبدالقادر جیلانی کے مشابہ تھے۔چیف جسٹس کے منصب پر بھی کچھ عرصہ فائز رہے۔مگر جلد ہی اپنی مخصوص طبع اور زہد وتقویٰ کی بناء پر عہدہ چھوڑ دیا۔آپ کے حلقہءتدریس میں حافظ الدمیاطی جیسے نامور مورخ مصنف اور بلند پایہ خطیب شامل رہے۔تادم زیست بغداد ہی میں سکونت پذیر رہے۔سن وفات 656ھ ہے اور مزار مدرسہ قادریہ(بغداد)میں ہے۔

قلائد الجوھر کے مطابق 3 فرزند تھے:(1)عبداللہ(آغا علی بدیع الدین شہیدؒ انھیں کی اولاد سے ہیں)(2)عبدالقادر(3)احمد

شجرہ گلستان امام حسنؑ میں آپ کے چوتھے فرزند نصیرالدین کا ذکر ہوا ہے۔

ان میں سے ظہیرالدین احمد سید نظام الدین بریؒ کے عمودِ نسب ہیں۔

☆حضرت سید ظہیرالدین احمد رحمۃ اللہ علیہ اور سقوط بغداد

اسم گرامی "احمد" کنیت "ابومسعود "القاب "ظہیرالدین" اور "شہاب الدین" تھے۔قلائدالجواھر کے مطابق مقام ولادت اور مقام سکونت بغداد تھا۔فصیح و بلیغ تھے۔جید عالم اور بے مثل واعظ تھے۔نماز جمعہ اور عیدین کی خطابت کرتے تھے۔اپنے جد عالی کے مدرسہ میں فریضہ تدریس انجام دیتے تھے۔

سقوط بغداد اور فتنہ تاتار 656ھ آپ ہی کے دور میں رونما ہوا۔(i) ہلاکو خان کے لشکر نے بغداد کو تباہ برباد کر دیا۔عباسی خلیفہ مستعصم کو بمع اہل وعیال قتل کر دیا گیا۔علماء، حفاظ اور فقہاء کو تہ تیغ کر دیا گیا۔بغداد کا قدیم کتب خانہ دریائے دجلہ میں بہا دیا گیا۔مساجد، مدارس اور خانقاہیں جلا دی گئیں۔40 دن تک مسلسل تاتاری تلوار چلاتے رہے۔لاکھوں مسلمان قتل ہوئے۔خانوادہ گیلانیہ رزاقیہ کا شیرازہ بکھر گیا اور وہ بغداد سے

(i)فیضانِ قادریہ رزاقیہ:219

ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے۔

مسلمانوں پر یہ عذاب الٰہی بدعملی اور سیاسی و اخلاقی انحطاط کا نتیجہ تھا۔ ابن کثیر (متوفی 774ھ) کے مطابق جب تاتاریوں نے مستعصم عباسی کے محل پر تیر برسانے شروع کیے تو عرفہ نامی لونڈی خلیفہ کے سامنے رقص میں مصروف تھی اور دوسری لونڈی خلیفہ کو لطیفے سنا کر ہنسا رہی تھی۔

بغداد پر عباسیہ 132ھ تا 656ھ تک تقریباً 524 سال تک حکمران رہے۔

اس پرفتن دور میں 681ھ میں اچانک سید ظہیر الدین احمد غائب ہو گئے اور بعد میں آپ کی لاش ایک کنویں سے برآمد ہوئی۔ تذکرۃ السادات کے مطابق آپ کے 5 فرزند تھے: (1) محمد (2) حسن (3) حسین (4) علی (5) سیف الدین یحییٰ

ان میں سے سید سیف الدین یحییٰ سید نظام الدین بریؒ کے عمود نسب ہیں۔

685 ھ میں سید سیف الدین یحییٰ بغداد سے ہجرت کر کے حماۃ تشریف لائے اور مستقل سکونت اختیار کی۔ (i)

(i) فیضانِ قادریہ رزاقیہ: 220

خانوادہ گیلانیہ رزاقیہ کی حماہ شام میں سکونت

685ھ میں سید میر سیف الدین شرف الدین یحییٰ گیلانیؒ (متوفی 734ھ) بغداد سے نقل مکانی کر کے حماہ شام میں سکونت پذیر ہوئے۔(i) یہ سلسلہ بالترتیب اس طرح چلا شمس الدین محمد ثانیؒ (متوفی 760ھ)، علاء الدین علیؒ (متوفی 793ھ دفین المصر)، نورالدین حسینؒ (متوفی 825ھ)، محی الدین یحییٰؒ (متوفی 881ھ)، شرف الدین قاسمؒ (متوفی 916ھ)، شہاب الدین احمد ثانیؒ (متوفی 936ھ)، علاؤ الدین علی الہاشمیؒ (متوفی 983ھ)، احمد ثانیؒ (متوفی 999ھ) اور شرف الدین یحییٰ ثانیؒ (متوفی 1026ھ) جو سلسلہ نسب میں قلم بند کر رہا ہوں اس کے بزرگان مجموعی طور پر تقریباً 365 برس یہاں مقیم رہے اور گیارہویں صدی ہجری میں ہندوستان کی طرف ہجرت کر گئے۔(ii)

حماہ جو کہ شام کا چوتھا بڑا شہر ہے اور وہ قدیم تہذیب وتمدن کا حامل ہے۔ یہاں آ کر گیلانی سادات نے فضاؤں کو علم وعرفان اور کمال وجلال کی خوشبو سے خوب معطر کیا۔ طریقت ومعرفت کا میدان ہو یا قرآن وحدیث کا، فقہ وکلام کا میدان ہو یا تفسیر وتاریخ کا باکمال گیلانی سادات نے بے مثال ولازوال کردار ادا کیا۔

حکم خدا کی تعمیل اشاعت دین کی غرض سے نابغۂ روزگار شخصیات وقتاً فوقتاً یہاں سے ہند کی طرف ہجرت کرتی رہیں۔ ابوالبرکات سید حسن پشاوریؒ کے والد بزرگوار سید عبداللہ صحابیؒ ہوں یا سید عفیف الدین حسین بادشاہؒ، سید عبدالرزاق بیجاپوریؒ ہوں یا سلطان باہوؒ کے مرشد سید عبدالرحمٰن دہلویؒ یا پھر سید نظام الدین بری حسنی گیلانیؒ کے جد امجد سید محمد ابراہیم حموی حسنی گیلانیؒ یہ سبھی پاکیزہ ہستیاں گلستان گیلانی سادات کے پھول تھے جو کہ حماہ شہر کے چمنستان میں کھلے تھے۔

i) قلائد الجواہر (اردو): 190 نزہۃ الخاطر الفاتر (اردو): 39 ii) مفتاح العارفین (قلمی)

یہاں نہر عاصی کے کنارے گیلانی سادات کے مقبرے اور مزارات موجود ہیں۔

چند وضاحتیں

☆عظیم الشان گھرانہ اور عظیم الشان سلسلہ

سیر وسلوک اور تصوف وعرفان کی دنیا میں انقلاب برپا کر دینے والا عظیم الشان سلسلہ ''قادریہ'' جس کی بنیاد پیرانِ پیر، پیردستگیر، غوث اعظم، آل نبیؐ اولادِ علیؑ ''محی الدین سید عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی'' نے رکھی تھی۔ عظیم المرتبت رہنمایانِ اسلام، پیشوایانِ اُمت، شعرائے ملت، مشائخ عظام اور مفکرین اسلام نے اسی خانوادے کی دہلیز مقدس پر زانوئے ادب تہ کیے ہیں۔

حضرت سید عبدالطیف بری امامؒ ہوں یا شیخ سعدی شیرازیؒ، سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ ہوں یا شاہ حسین قادری لاہوریؒ، بابا بلھے شاہؒ ہوں یا پنجابی شیکسپیئر وارث شاہؒ، رومیٔ کشمیر میاں محمد بخشؒ ہوں یا مصورِ پاکستان حکیم الامت علامہ اقبالؒ یہ سبھی اسی سلسلہ قادریہ کے فلک معرفت پر چمکنے والے، جگمگاتے ماہتاب وآفتاب ہیں۔

ہمیشہ حسنی گیلانی خاندان سادات نور وہدایت کا مرکز رہا ہے۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں متلاشیان حق اور تشنگان علم وعمل انہی کی درگاہ عالیہ سے فیضیاب ہوئے ہیں اور انہی کے دریائے جود وسخا سے سیراب ہوئے ہیں۔

☆ولایت علی المرتضیٰؑ اور سلسلہ قادریہ

والیٔ دو جہاں، سید المرسلین، ختمی مرتبت رسول کریمؐ کی حدیث مبارکہ ہے (انا مدینة العلم وعلی بابها) یعنی ''میں شہرِ علم ہوں اور علیؑ اُس کا دروازہ ہے'' اسی حدیث شریف کی عملی تفسیر کے طور پر قادریہ سلسلہ میں رسول خداؐ کے باطنی اسرار ورموز اور علم وحکمت

کے خزانوں کا امین ونگہبان امام العارفین، سید الاولیاء، امیر المومنین علی علیہ السلام کو قرار دیا گیا ہے اور آپؑ کے بعد آٹھویں امام سرکار علی رضا علیہ السلام تک آئمہ اطہار وابرار کو اس سلسلہ قادریہ میں مقتدا، پیشوا اور رہنما تسلیم کرتے ہوئے شجرۂ طریقت میں شمار کیا گیا ہے۔(i)

☆نسبت بیعت کی حقیقت

18 ذی الحجہ غدیرِ خم کے میدان میں صحابہ کرامؓ کے اجتماع میں سید الانبیاء، باعثِ تخلیق کائنات، محبوب کبریاؐ نے اعلان ولایت علی علیہ السلام کرتے ہوئے فرمایا "**من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ** "یعنی جس جس کا میں مولا ہوں، اُس اُس کا علیؑ مولا ہے۔تقریباً تمام تر روحانی وعرفانی سلسلے امام العارفین علی علیہ السلام کی ذات بابرکات پر منتھی ہوتے ہیں لہٰذا آپ "اقلیم ولایت" کے اولین تاجدار ہیں۔ یہاں "بیعت" سے مراد دخول سلسلہ بیعت علی علیہ السلام ہے یعنی یہ حدیث غدیر کی عملی تطبیق ہے۔

☆نقابتہ الاشراف

خلافت عباسیہ، خلافت فاطمیہ اور خلافت عثمانیہ کے ادوار میں ہر شہر میں سادات کی نمائندگی ، سربراہی اور رابطے کے لیے "نقابتہ الاشراف" کا عہدہ جلیلہ رائج تھا۔قدوۃ الاولیاء سید طاہر علاء الدین گیلانی کے مطابق نقیب الاشراف کا تقرر سادات میں سے کبیر السن، عظیم الشان اور صاحب فلاح وتقویٰ ہونے کی بنیاد پر ہوتا تھا۔وہ قوم کا نگران، سردار اور ہر قسم کے حالات میں ذمہ دار ہوتا تھا۔وظائف واموال کی تقسیم بھی اُسی کے ذمے تھی۔نقابت کے اس عہدہ کو شرافت کا اعلیٰ مقام حاصل تھا۔

نقیب الاشراف اپنی قوم اور حکومت کے درمیان رابطہ کا کردار ادا کرتا تھا۔ عالمان بلاد اور سرداران اقوام اُس کی نہایت تعظیم وتکریم کرتے تھے۔1922ء میں

i)فیضان قادریہ رزاقیہ:72

خلافت عثمانیہ کے اختتام کے ساتھ ہی سرکاری طور پر یہ عہدہ ختم ہوگیا۔(i)

☆حضرت سید سیف الدین یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی "یحییٰ" کنیت "ابوزکریا" اور القاب "سیف الدین" اور "شرف الدین" تھے۔ قلائد الجواھر کے مطابق آپ صالح، عابد اور وجیہ شخصیت تھے۔ آپ نے اپنے والد گرامی سید ظہیر الدین احمد کی جدائی میں دردناک اشعار پڑھے جو آج تک تواریخ میں منقول چلے آرہے ہیں۔

آپ کی وفات 734ھ میں ہوئی حماہ میں نہر عاصی کے کنارے مدفون ہیں۔ تذکرۃ السادات کے مطابق آپ کے 2 فرزند تھے:

(1) شمس الدین محمد (2) عبداللہ

شجرہ گلستان امام حسنؑ میں آپ کے تیسرے فرزند قاسم علی کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ جن کی اولاد میرپور خاص اور تھرپارکر سندھ میں ہے۔

ان میں سے سید شمس الدین محمد ثانی سید نظام الدین بریؒ کے عمود نسب ہیں۔

☆حضرت سید شمس الدین محمد ثانی رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی "محمد" کنیت "ابوعبداللہ" اور لقب "شمس الدین" تھا۔ قلائد لجواھر کے مطابق بلند پایہ عالم دین اور عظیم المرتبت شیخ طریقت تھے۔ آپ نے بیت المقدس جا کر کئی محدثین سے حدیث سماعت کی اور خود بھی حدیث بیان فرمائی۔ شجرہ خانوادہ رزاقیہ گیلانیہ اور مصدقہ ریکارڈ کے مطابق آپ حماہ میں نقیب الاشراف تھے۔ جو کہ آپ کی غیر معمولی عظمت وجلالت کا عکاس ہے۔ فیضان قادریہ رزاقیہ کے مطابق آپ کی وفات 760ھ میں ہوئی۔ حماہ میں نہر عاصی کے کنارے مدفون ہیں۔

i) تذکرہ قادریہ: 56

تذکرۃ السادات کے مطابق آپ کے 4فرزند تھے: (1)محی الدین عبدالقادر(2)علاءالدین علی(3)عبدالقدوس(4)عبدالسلام

ان میں سے سیدعلاءالدین علی سیدنظام الدین بری کے عمودنسب ہیں۔

☆حضرت سیدعلاءالدین علی رحمة الله عليه

اسم گرامی "علی "اور القاب "علاء الدین "، "رئیس المحد ثین "اور "امام المتکلمین " تھے۔آپ کی کوششوں سے شام اورمصر میں سلسلہ قادریہ کوفروغ حاصل ہوا آپ اس سلسلہ کے جلیل القدر بزرگ تھے۔شجرہ خانوادہ رزاقیہ گیلانیہ اور مصدقہ ریکارڈ کے مطابق حماہ میں نقیب الاشراف تھے۔جس سے آپ کی بلندعزت وشرافت کا اندازہ لگایاجاسکتاہے۔

تذکرۃ السادات میں آپ کے فضائل ومناقب بالتفصیل بیان ہوئے ہیں۔793ھ میں قاہرہ(مصر)میں وفات پائی اوریہیں مدفون ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کودفین المصر کہاجاتاہے۔

قلائدالجواھر کے مطابق 3فرزند تھے:(1)شمس الدین ابوعبداللہ محمد(ان کی اولادکشمیر میں ہے)(2)بدرالدین حسن(3)نورالدین حسین

ان میں سے سیدنورالدین حسین سیدنظام الدین بری کے عمودنسب ہیں۔

☆حضرت سیدنورالدین حسین رحمة الله عليه

اسم گرامی "حسین " کنیت "ابوعبداللہ "اور القاب "نورالدین "اور " بدرالدین" تھے۔شجرہ خانوادہ رزاقیہ اور مصدقہ ریکارڈ کے مطابق آپ حماہ میں نقیب الاشراف تھےاس سے آپ کی غیرمعمولی عظمت وجلالت آشکارہوتی ہے۔آپ علم وعمل کے میدان میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔فیضان قادریہ رزاقیہ کے مطابق 825ھ میں وفات

پائی حماہ میں نہر عاصی کے کنارے مدفون ہیں۔

صاحب سلک الدرر، صاحب بحرالجمان کے مطابق آپ کے 3 فرزند تھے: (1) محی الدین یحییٰ (2) عبدالرحمٰن (3) عبدالقادر (ان کی اولاد کشمیر میں ہے)

شجرہ گلستان امام حسنؑ میں آپ کے چوتھے فرزند ابوالعباس احمد موسیٰ کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔خانوادہ رزاقیہ گیلانیہ کچھوچھہ شریف انڈیا انھیں کی اولاد سے ہے۔شجرہ خانوادہ رزاقیہ گیلانیہ میں آپ کے فرزند شمس الدین محمد کا ذکر ہے۔

ان میں سے سید محی الدین یحییٰ سید نظام الدین بری کے عمود نسب ہیں۔

☆حضرت سید محی الدین یحییٰ رحمة الله عليه

اسم گرامی "یحییٰ" اور لقب "محی الدین" تھا۔قلائد الجواھر کے مطابق مقام ولادت اور مقام سکونت حماہ (شام) تھا۔سلسلہ قادریہ کے مشائخ اولیاء کے سرداروں میں سے تھے۔شام میں بہت عزت اور مقام پایا۔آپ نہایت حکیم و دانا تھے۔سالکین کے ساتھ کمال شفقت سے پیش آتے تھے۔آپ صاحب ثروت ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت منکسر المزاج ،متواضع اور صاحب علم و دانش تھے۔شجرہ خانوادہ رزاقیہ گیلانیہ اور مصدقہ ریکارڈ کے مطابق آپ حماہ میں نقیب الاشراف تھے۔ فیضان قادریہ رزاقیہ کے مطابق 881ھ میں وفات ہوئی۔حماہ میں نہر عاصی کے کنارے مدفون ہیں۔تذکرۃ السادات کے مطابق 2 فرزند تھے: (1) عبداللہ (2) شرف الدین قاسم

ان میں سے سید شرف الدین قاسم سید نظام الدین بری کے عمود نسب ہیں۔

☆ **حضرت سید شرف الدین قاسم** رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی "قاسم" اور لقب "شرف الدین" تھا۔شجرہ خانوادہ رزاقیہ گیلانیہ اور مصدقہ ریکارڈ کے مطابق آپ حماہ وحمص کے نقیب الاشراف تھے۔قلائد الجواھر کے مطابق مقام ولادت اور مقام سکونت حماہ (شام) تھا اپنے زمانے میں سادات قادریہ میں نہایت نمایاں مقام رکھتے تھے۔شیخ ارشاد کی حیثیت سے مریدین کی تربیت واصلاح کا فریضہ انجام دیتے تھے۔ضرورت مندوں کی حاجت روائی میں نہایت ایثار واحسان سے کام لیتے تھے۔ہمہ وقت تلاوت کلام مجید میں مصروف رہتے تھے۔فیضان قادریہ رزاقیہ کے مطابق 916ھ میں وفات ہوئی۔حماہ (شام) میں مدفون ہیں۔تذکرۃ السادات کے مطابق 5 فرزند تھے:

(1) محمد شمس الدین (2) شہاب الدین احمد (3) عبدالقادر (خانوادہ رزاقیہ گیلانیہ کوڈینار، گجرات، انڈیا انھیں کی اولاد سے ہے) (4) محمد ابوالوفاء (ان کی اولاد سندھ میں ہے) (5) برکات علی

ان میں سے سید شہاب الدین احمد سید نظام الدین بری کے عمود نسب ہیں۔

☆ **حضرت سید شہاب الدین احمد ثانی** رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی "احمد" اور لقب "شہاب الدین" تھا۔شجرہ خانوادہ گیلانیہ رزاقیہ اور مصدقہ ریکارڈ کے مطابق آپ حماہ میں نقیب الاشراف تھے۔قلائد الجواھر کے مطابق مقام ولادت اور مقام سکونت حماہ (شام) تھا۔آپ کریم النفس، حسین وجمیل، لطیف الطبع اور ایک باغ وبہار شخصیت تھے۔سرکاری حکام بھی آپ کو بڑی قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔سادات قادریہ میں آپ عظیم الشان شیخ طریقت ہوئے ہیں فیضان قادریہ رزاقیہ کے

مطابق 936ھ میں وفات ہوئی۔حماہ میں نہر عاصی کے کنارے مدفون ہیں۔

تذکرۃ السادات کے مطابق آپ کے 6 فرزند تھے:(1)علاء الدین علی الہاشمی (2)علی اصغر (3)شمس الدین محمد (خانوادہ گیلانیہ رزاقیہ بٹالہ انڈیا انھیں کی اولاد سے ہے)(4)تاج العارفین یحییٰ (5)عبدالباسط (6)ابوالمعالی حسین (ابوالبرکات سید حسن پشاوریؒ انھیں کی اولاد سے ہیں) (i)

ان میں سے سید علاء الدین علی الہاشمی سید نظام الدین بری کے عمودنسب ہیں۔

☆حضرت سید علاء الدین علی الہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی "علی" اور القاب "علاء الدین" اور "الہاشمی" تھے۔نزھۃ الخاطر الفاتر میں آپ کا ذکر موجود ہے۔شجرہ خانوادہ رزاقیہ گیلانیہ و مصدقہ ریکارڈ فائل نمبر 99 کے مطابق آپ حماہ میں نقیب الاشراف کے عہدہ جلیلہ پر فائز تھے۔اس سے آپ کی بلند قدر و منزلت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔بلند پایہ عالم اور کامل عارف تھے۔شجرہ خانوادہ رزاقیہ گیلانیہ کے مطابق ابھی بھی ان کی اولاد حماہ شام میں بکثرت آباد ہے۔(ii)فیضان قادریہ رزاقیہ کے مطابق 983ھ میں وفات ہوئی۔حماہ نہر عاصی کے کنارے مدفون ہیں۔مصدقہ ریکارڈ اور مفتاح العارفین (سید عفیف الدین حسینؒ) کے مطابق آپ کے 4 فرزند تھے:(1)جلال الدین (2)یحییٰ (3)احمد ثانی (4)محمد حسین (خانوادہ رزاقیہ گیلانیہ سدرہ شریف انھیں کی اولاد سے ہے)

ان میں سے سید احمد ثانی سید نظام الدین بری کے عمودنسب ہیں۔

i)تاریخ آلِ حسن: ii)شجرہ خانوادہ رزاقیہ گیلانیہ:25

☆**حضرت سید احمد ثانی** رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی "احمد" اور لقب "الثانی" تھا۔مصدقہ ریکارڈ اور شجرہ خانوادہ گیلانیہ رزاقیہ کے مطابق آپ حماہ میں نقیب الاشرف کے عہدہ جلیلہ پر فائز تھے۔جو آپ کی بلند مقامی، بزرگی،عظمت اور جلالت پر دلالت کرتا ہے۔تقریباً 999ھ میں وفات پائی۔حماہ نہر عاصی کے کنارے مدفون ہیں۔تذکرۃ الانساب اور مصدقہ ریکارڈ کے مطابق سید شرف الدین یحیٰ ثانی آپ کے فرزند تھے جو سید نظام الدین بری کے عمودنسب ہیں۔

☆**حضرت سید شرف الدین یحیٰ ثانی** رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی "یحیٰ" اور لقب "شرف الدین" تھا۔مصدقہ ریکارڈ اور شجرہ خانوادہ رزاقیہ گیلانیہ کے مطابق آپ حماہ میں نقیب الاشراف کے عظیم منصب پر فائز تھے۔جو کہ آپ کے بلند علمی، روحانی، اور خاندانی اعزاز کا مظہر ہے۔کتب تواریخ وانساب سے یہی مستنبط ہے کہ آپ کی بکثرت اولاد برصغیر پاک وہند میں وارد ہوئی ہے۔تقریباً 1026ھ میں وفات پائی۔حماہ میں نہر عاصی کے کنارے مدفون ہیں۔شجرہ خانوادہ رزاقیہ گیلانیہ اور مصدقہ ریکارڈ کے مطابق آپ کے آٹھ فرزند تھے:

(1) تاج العارفین علی (2) عبدالقادر (سید عبدالرحمٰن دھلوی مرشد باہو سلطانؒ انھیں کے فرزند تھے)(i)(3) نبیل (4) عیسیٰ (5) حسین (ان کی اولاد رحیم یار خان میں ہے)(6) عبدالرزاق (عظیم المرتبت عارف بزرگ تھے متوفی 1051ھ مزار بیجاپور ،انڈیا)(ii)(7) ابوالوفاء (8) محمد ابراہیم

ان میں سے سید محمد ابراہیم سید نظام الدین بری کے عمودنسب ہیں۔

i) حضرت سلطان باہوؒ:51 ii) تذکرۃ الانساب:40

شام سے ہندوستان کی طرف ہجرت

شجرۃ الانوار اور روضۃ القیومیہ جلد 3 صفحہ 233,234 کے مطابق حضرت سید نظام الدین بری حسنی گیلانیؒ کے جد امجد حضرت سید محمد ابراہیم حسنی گیلانیؒ (متوفی 1066ھ)، نقیب الاشراف (حماہ شام) نے گیارھویں صدی ہجری میں بغرض تبلیغ دین شام سے ہجرت اختیار کی۔ عراق، ایران، افغانستان اور ہندوستان کا سفر طے کرتے رہے۔ راستے میں موجود مقامات مقدسہ کی زیارات سے فیض یاب ہوتے رہے۔ لوگ آپ کے علم وفیض، پاکیزہ سیرت وکردار اور مواعظ حسنہ سے فیضیاب ہوتے رہے۔ آپ کی مزار اورنگ آباد (انڈیا) میں ہے۔

اس طرح آپ کے آباواجداد سید عبدالجلیل گیلانی حسنی (متوفی 1089ھ)، سید احمد معشوق الدین حسنی گیلانیؒ (متوفی 1107ھ)، سید ہدایت اللہ حسنی گیلانیؒ (متوفی 1125ھ)، سید عمر معشوق ربانی حسنی گیلانیؒ (متوفی 1143ھ)، اور علی معشوق اللہ عبدالطیف گیلانیؒ (متوفی 1168ھ)، جنوبی ہندوستان میں تقریباً 120 برس مقیم رہے۔ یہ بزرگان جہاں جہاں بھی تشریف لے گئے وہیں رشد وہدایت کا چراغ روشن کرتے رہے۔ ان عظیم ہستیوں نے شریعت، طریقت، معرفت، حقیقت اور وحدت کے زریں اصولوں کا پرچار اپنے عمل وکردار سے کیا۔ لوگ ان مقدس ومتبرک شخصیات کے گرویدہ ہوتے چلے گئے اور اُن کی زندگیاں سنورتی اور نکھرتی گئیں۔

گیلانی رزاقی حموی بزرگان دین کا ورود ہندوستان

تاریخی شواہد اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ آٹھویں صدی ہجری سے ہی گیلانی سادات کی برصغیر کے طول وعرض میں آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا تذکرہ اولیائے

دکن اور دیگر کتب شاہد ہیں کہ ان سفیران آل رسولؐ نے بالخصوص جنوبی ہندوستان میں اپنے تکیے قائم کیے اور سکونت اختیار کی۔معروف تذکرہ نگار ڈاکٹر محمد عبدالحفیظ کے مطابق جنوبی ہندوستان اولیاء کرام کا عظیم مرکز بن گیا تھا۔ان رہنمایان باصفا کا تبلیغ دین اور اعلیٰ اقدار کے فروغ میں بڑا اہم کردار رہا ہے۔خصوصاً گیارہویں صدی ہجری میں بزرگان گیلانی، رزاقی حموی جنوبی ہندوستان میں بکثرت وارد ہوئے ۔اُس دور میں جنوبی ہندوستان میں سندھ، گجرات ،سورت، بیجا پور، کرنول، برھان پور ،احمد آباد، اورنگ آباد اور حیدر آباد دکن وغیرہ شامل تھے۔(i)

اُس دور کے چند معروف اولیاء کاملین کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

☆سید الابدال شاہ عبدالطیف لا اُبالی بن سید طاہر حمویؒ

(متوفی 1047ھ،کرنول،جنوبی ہندوستان)

☆شاہ ابدال سید میراں حسین بغدادی بن سید مسعود حسن الحسینیؒ

(متوفی 1049ھ، گولکنڈہ،حیدر آباد دکن،جنوبی ہندوستان)

☆سید عبدالرزاق بیجاپوری بن سید شرف الدین یحییٰ ثانی حموی

(متوفی 1051ھ، بیجا پور،جنوبی ہندوستان)

☆سید عبداللہ صحابیؒ بن سید محمود حموی

(متوفی 1060ھ،مکلی ٹھٹھہ،سندھ جنوبی ہندوستان)

☆سید محی الدین رزق اللہؒ بن سید رکن الدین حموی

(متوفی 1060ھ،کوڈینار، گجرات جنوبی ہندوستان)

☆سید محمد ابراہیم حمویؒ بن سید شرف الدین یحییٰ ثانی حموی

(متوفی 1066ھ،اورنگ آباد،جنوبی ہندوستان)

i) تذکرہ اولیائے دکن:3

☆سید عبدالرحمٰن دھلویؒ بن سید عبدالقادر حموی

(متوفی 1088ھ، دہلی، وسطی ہندوستان)

☆سید عبدالجلیل حمویؒ بن سید محمد ابراہیم حموی

(متوفی 1089ھ، ر، جنوبی ہندوستان)

☆سید نور محمد حمویؒ بن سید شرف الدین حموی

(متوفی 1104ھ، اورنگ آباد، جنوبی ہندوستان)

☆ابوالبرکات سید حسن پشاوریؒ بن سید عبداللہ صحابیؒ

(متوفی 1115ھ، پشاور، شمالی ہندوستان)

☆سید نظام الدین بریؒ بن سید علی معشوق اللہؒ

(متوفی 1186ھ، لنڈی سیداں، جام پور، راجن پور)

☆سید عفیف الدین حسینؒ بن سید بدرالدین حیدر منور حمویؒ

(متوفی 1335ھ، پشاور، شمالی ہندوستان)

☆حضرت سید محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی "محمد ابراہیم" تھا۔ مصدقہ ریکارڈ اور شجرہ خانوادہء رزاقیہ گیلانیہ کے مطابق آپ حماہ میں نقیب الاشراف تھے۔ جو کہ آپ کی عظمت و جلالت اور علم و فضل کی روشن دلیل ہے۔ آپ عالم با عمل، فقیہ، محدث اور عارف باللہ تھے۔ مقام ولادت حماہ (شام) تھا۔ شجرۃ الانوار اور روضۃ القیومیہ (i) کے مطابق سید محمد ابراہیم حماہ سے ہجرت کر کے وارد ہندوستان ہوئے یہ تقریباً 1050ھ کا دور تھا۔ جناب محمد احسان مجددی کے بقول آپ صاحب حالات بلند و مقامات ارجمند تھے۔ اور آپ سے کرامات و خوارق

(i) روضۃ القیومیہ 3: 233, 234

بکثرت ظہور پذیر ہوئے۔آپ امراء کے نزدیک بھی نہایت لائق تعظیم وتکریم تھے۔قبر انور اورنگ آباد، جنوبی ہندوستان میں ہے۔کتب تواریخ وانساب کے مطالعہ وملاحظہ کا یہی مستخاذ ہے کہ آپ کے بھائی، اولاد اور بھتیجے بھی وارد ہندوستان ہوئے۔مصدقہ ریکارڈ کے مطابق آپ کے تین فرزند تھے:(1)عبدالرزاق (حافظ محمد بہادر سورتی متوفی 1152ھ انھیں کے فرزند تھے)(i)(2)عبدالقادر(3)عبدالجلیل

ان میں سے سیدعبدالجلیل سیدنظام الدین بری کے عمودنسب ہیں۔

☆حضرت سیدعبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی "عبدالجلیل" تھا۔عالم، نیک سیرت اور روحانیت کی عظیم منزل پر فائز تھے۔مقام ولادت حماہ (شام) تھا۔بعد از ہجرت زیادہ تر زندگی جنوبی ہندوستان میں بسر کی۔علم وعرفان کا چراغ روشن کرتے رہے۔تقریباً 1089ھ میں وفات پائی۔مزار جنوبی ہندوستان میں ہے۔

مصدقہ ریکارڈ، شجرہ سادات عالی درجات اور مبسوط نسب میں آپ کے فرزند سیداحمد معشوق الدین تھے۔جو سیدنظام الدین بری کے عمودنسب ہیں۔

☆حضرت سیداحمد معشوق الدین رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی "احمد" اور لقب "معشوق الدین" تھا۔علم وعمل میں اپنے اسلاف کے جانشین تھے۔عبادت گزار اور متواضع شخصیت تھے۔اپنا دورِ حیات جنوبی ہندوستان میں گزارا۔تقریباً 1107 میں وفات پائی۔جنوبی ہندوستان میں مدفون ہیں۔

مصدقہ ریکارڈ، شجرہ سادات عالی درجات اور مبسوط نسب میں آپ کے فرزند سید ہدایت اللہ تھے۔جو سیدنظام الدین بری کے عمودنسب ہیں۔

i) تذکرۃ الانساب:69

☆حضرت سید ہدایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی "ہدایت اللہ" تھا۔صاحب معرفت اور بلند قدر و منزلت کے حامل تھے۔مقام ولادت جنوبی ہندوستان تھا۔ زندگی کا دورانیہ یہیں بسر کیا اور ہر حال میں طالب رضائے پروردگار رہے۔تقریباً1125ھ میں وفات ہوئی۔جنوبی ہندوستان میں مدفون ہیں۔

مصدقہ ریکارڈ،شجرہ سادات عالی درجات اور مبسوط نسب میں آپ کے فرزند سید عمر معشوق ربانی تھے۔جو سید نظام الدین بری کے جدامجد ہیں۔

☆حضرت سید عمر معشوق ربانی رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی "عمر" اور لقب "معشوق ربانی" تھا۔ باعظمت، باکردار اور خدایاد شخصیت تھے۔مقام ولادت جنوبی ہندوستان ہے اور یہیں سکونت رکھی۔تقریباً1143ھ میں وفات ہوئی۔مزار جنوبی ہندوستان میں ہے۔ مصدقہ ریکارڈ شجرہ سادات عالی درجات اور مبسوط نسب میں آپ کے فرزند سید علی معشوق اللہ تھے جو سید نظام الدین بری کے پدرگرامی ہیں۔

☆حضرت سید علی معشوق اللہ رحمۃ اللہ علیہ (i)

اسم گرامی "علی "اور لقب "معشوق اللہ "تھا۔ مبسوط نسب میں "عبداللطیف" بھی مرقوم ہے۔روحانی کمالات میں منفرد مقام رکھتے تھے۔عابد اور زاہد تھے۔مقام ولادت وسکونت جنوبی ہندوستان تھا۔تقریباً1168ھ میں وفات پائی اور مزار جنوبی ہندوستان میں ہے۔آپ کی آغوش پاک میں سید نظام الدین بری نے اولین تربیت حاصل کی اور تکامل کی ابتدائی منازل طے کیں۔

i)شجرہ سادات عالی درجات (قلمی)

مصدقہ ریکارڈ اور مبسوطہ نسب میں آپ کے فرزند سید نظام الدین بری ہیں۔ شجرہ سادات عالی درجات میں آپ کے دوسرے فرزند سید صالح بغدادی کا ذکر بھی موجود ہے۔

اب ہم تفصیلاً سید نظام الدین بری سلطان کا تذکرہ کریں گے۔

حضرت سید نظام الدین بری حسنی گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

(متوفی 1773ء، بمطابق 1186ھ، دربار نظام شاہ لنڈی سیداں جام پور)

☆ولادت باسعادت

آپ کی ولادت 1701ء بمطابق 1113ھ کے لگ بھگ جنوبی ہندوستان میں ہوئی۔ سید علی معشوق اللہ حسنی گیلانیؒ کے گھر پاکیزہ ماحول اور روحانی طرز بود و باش میں پرورش پائی۔ تعلیم و تربیت اور بصیرت و معرفت اپنے والد گرامی قدر سے حاصل کی۔ باطنی اسرار و رموز کی تحصیل کے بعد ایک اکمل و ارفع شخصیت بن کر نمودار ہوئے۔

☆نام و لقب

آپؒ کا نام ''نظام الدین'' ہے۔ چونکہ جنگل، بر اور بیابان میں مقیم ہو کر عبادتِ خدا کرتے رہے لہٰذا ''بَری'' لقب ہے۔ علاوہ ازیں چونکہ ہر خاص و عام کے دل میں آپ کی ہیبت اور جلالت موجزن ہے تو دوسرا لقب ''بری سلطان'' ہے۔(i)

☆نسب مبارک

حضرت سید نظام الدین بری حسنی گیلانیؒ کا نسب مبارک حسب ذیل ہے۔(ii)

☆ سید نظام الدین بریؒ

i) راجن پور کی خانقاہیں:97 ii) مبسوطہ نسب، مصدقہ ریکارڈ فائل نمبر 99

☆ سید علی معشوق اللہ عبد الطیفؒ
☆ سید عمر معشوق ربانیؒ
☆ سید ہدایت اللہؒ
☆ سید احمد معشوق الدینؒ
☆ سید عبد الجلیلؒ
☆ سید محمد ابراہیمؒ
☆ سید شرف الدین یحییٰ ثانیؒ
☆ سید احمد ثانیؒ
☆ سید علاء الدین علی الہاشمیؒ
☆ سید شہاب الدین احمد ثانیؒ
☆ سید شرف الدین قاسمؒ
☆ سید محی الدین یحییٰ احمدؒ
☆ سید نور الدین حسینؒ
☆ سید علاء الدین علیؒ
☆ سید شمس الدین محمد ثانیؒ
☆ سید سیف الدین شرف الدین یحییٰؒ
☆ سید ظہیر الدین شہاب الدین احمدؒ
☆ سید ابو نصر محمد محی الدینؒ
☆ سید عماد الدین ابو صالح نصرؒ
☆ سید تاج الدین ابو بکر عبد الرزاقؒ

☆ سید محی الدین ابو محمد عبدالقادر گیلانیؒ (الحسنی والحسینی)

☆ سید ابو صالح موسیٰ (محمد) جنگی دوستؒ

☆ سید ابو عبداللہ (عبداللہ) الجیلیؒ

☆ سید یحییٰ زاہد الحسنیؒ

☆ سید محمد المورث الرومیؒ

☆ سید داؤد الامیرؒ

☆ سید موسیٰ الثانیؒ

☆ سید عبداللہ الرضاؒ

☆ سید موسیٰ الجونؒ

☆ سید عبداللہ المحضؒ

☆ سید حسن المثنیٰؒ

☆ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام

☆ حضرت امام علی مرتضیٰ علیہ السلام و حضرت سیدہ بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا

آپ کا نسب مبارک 20 واسطوں سے حضرت غوث اعظم سید محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ الحسنی والحسینی والجعفری اور 32 واسطوں سے مولائے کائنات علی شیرِ خدا علیہ السلام اور خاتونِ جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا سے متصل ہوتا ہے۔

☆شجرۂ طریقت

آپؒ کا شجرۂ نسب ہے، ہی شجرۂ طریقت ہے یعنی نسل در نسل اور سینہ با سینہ اسرار و رموز اور فیوض و برکات منتقل ہوتے رہے۔ ابناء اپنے آباء کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو کر

i) تذکرۃ الانساب:40

خلعت اور خلافت پاتے رہے۔ آپؒ اپنے والد گرامی سید علی معشوق اللہ عبد الطیف حسنی گیلانی کے مرید اور خلیفہ ہوئے۔

☆ شجرۂ نسب کا دوسرے اولیائے کرام اور بزرگانِ دین کے شجروں سے اتصال

آپ کا شجرہ نسب 6 واسطوں کے بعد۔۔۔(i)

سید عبد الرزاق گیلانیؒ بن سید شرف الدین یحییٰ الثانیؒ کے شجرے سے متصل ہوتا ہے۔ آپ بیجاپور (کرناٹک، انڈیا) میں تشریف لائے ہزاروں لوگ فیضیاب ہوئے اور علم وعرفان کی شمع روشن کی۔ سن وفات 1051ھ ہے اور مزاد بیجاپور میں ہے۔

6 واسطوں کے بعد۔۔۔

سید عبد الرحمٰن گیلانیؒ دہلوی بن سید عبد القادر گیلانیؒ بن سید شرف الدین یحییٰ حموی گیلانیؒ کے شجرے سے متصل ہوتا ہے۔ آپ دہلی میں تشریف لائے سلطان العارفین حضرت سلطان باھوؒ کے مرشد تھے۔ سن وفات 1088ھ ہے اور مزار دہلی میں ہے۔(ii)

8 واسطوں کے بعد۔۔۔

سید عفیف الدین حسین بادشاہ گیلانیؒ بن سید بدر الدین شاہ منور حموی گیلانیؒ کے شجرے سے متصل ہوتا ہے۔ آپ سدرہ شریف ڈیرہ اسماعیل خان والے گیلانی سادات کے جداعلیٰ ہیں۔ تبلیغ دین کیلئے مختلف ممالک کی سیروسیاحت کرتے رہے وصال 1335ھ میں ہوا، مزار پشاور میں ہے۔ حضرت پیر سید محمد انور گیلانی موجودہ مسند نشین ہیں۔(iii)

☆ نسب نامہ کی حفاظت، تحقیق اور تصدیق

مبسوطہ نسب کا قلمی مخطوطہ تقریباً عرصہ دراز سے ہمارے گھرانے میں چلا آرہا ہے

i) تذکرۃ الانساب:40 ii) حضرت سلطان باھوؒ:51, 52، iii) فیضانِ قادریہ رزاقیہ:237

جس کی مزید تحقیق وتصدیق برادر عزیز محترم سید علی عباس گیلانی ماہر انساب سادات وصاحب کتاب ''شجرہ گلستان امام حسنؑ'' نے اپنی گرانقدر محنت اور کمال دلچسپی سے کی ہے جب انہوں نے حماہ شام میں بسنے والے گیلانی سادات سے شجرہ نسب کا ریکارڈ منگوایا تو وہ ہمارے پاس موجود قلمی مخطوطہ کے مماثل پایا گیا۔ علاوہ ازیں قلمی کتاب " شجرہ نسب سادات عالی درجات حسنی حسینی گیلانی حضرات " مملوکہ خلیفہ غلام محمد لنگاہ اُچ شریف میں بھی یہ ریکارڈ محفوظ ہے۔ نیز کتاب " شجرہ خانوادۂ رزاقیہ گیلانیہ " مصنف ڈاکٹر محمد حسین آزاد میں بھی اس شجرہ کا ذکر موجود ہے۔ یہ سلسلۂ نسب اتنا مضبوط اور مستند ہے کہ اس کو ''سلسلة الذہب'' کہا جاتا ہے۔

☆ درابن کلاں (ڈیرہ اسماعیل خان) تشریف آوری

تقریباً **1755**ء بمطابق **1169**ھ میں حضرت سید نظام الدین بری حسنی گیلانیؒ جنوبی ہندوستان سے یہاں تشریف لائے۔ ہجرت کے ظاہری اسباب جنوبی و وسطی ہندوستان میں خانہ جنگی، بدامنی اور افراتفری تھے۔ خاصان خدا کا ہمیشہ یہ شیوہ ہوتا ہے کہ وہ ہر حال میں طالب رضائے پروردگار ہوتے ہیں لہذا آپ کی ہجرت کا باطنی سبب امرِ خدائے بزرگ و برتر ہی تھا۔ درابن کلاں میں اس وقت سروانی شیخ، زرداری، میاں خیل اور اخونزادہ قبائل آباد تھے۔ دیگر اقوام بھی تھیں۔ لوگ آپ کی روحانی اور نورانی شخصیت سے ازحد متاثر ہوئے۔

آپ اپنے فقیرانہ بود و باش، قلندرانہ مزاج اور ناصحانہ سیرت و کردار کے بل بوتے پر دور و نزدیک میں شہرت کی بلندیوں کو چھونے لگے۔ ذاتی رہائش، آستانہ عالیہ اور مسجد کیلئے شہر کے جنوبی حصے میں آپ کو اراضی پیش کی گئی۔

پریشان حال، بیمار اور مصیبت زدہ لوگ روحانی اور نورانی علاج کی غرض سے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے لگے۔ بفضل خدا تعالیٰ آلِ نبی اُولادِ علیؑ کی برکت سے اُن کی پریشانیاں دور ہونے لگیں اور حاجات پوری ہونے لگیں۔

یہاں آپ کے بڑے فرزند سید نور حسن نوری حضوری حسنی گیلانیؒ، چھوٹے فرزند سید غلام غوث حسنی گیلانیؒ اور دو بھانجے سید عبدالطیف حسنی گیلانیؒ اور سید سہراں والا حسنی گیلانیؒ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔

سید عبدالطیف حسنی گیلانیؒ کا عقد جسکانی خاندان میں کیا گیا مگر اولاد نہ ہوئی۔ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے مزار مبارک ڈیرہ اسماعیل خان میں ہے۔ جبکہ سید سہراں والا کا مزار سید نظام الدین بریؒ کے پہلو میں ہے۔

☆ کمزور مغلیہ حکومت، طوائف الملوکی اور بیرونی حملہ آور

ہندوستان میں 1738ء سے 1778ء کا دور اندرونی خلفشار، بیرونی یلغار اور سیاسی عدم استحکام کا دور تھا۔ مغل بادشاہ محمد شاہ رنگیلا کی بادشاہت تھی پہلے نادر شاہ افشار ہندوستان پر حملہ آور ہوا۔ دہلی میں قتل عام کیا اور زبردست لوٹ مار کی پھر احمد شاہ ابدالی نے بھی متعدد حملے کئے جس کے نتیجے میں مرکزی حکومت کمزور ہوتی چلی گئی۔ ریاست حیدر آباد دکن میں جانشینوں کے درمیان زبردست خانہ جنگی ہوئی پس مرہٹے اور سکھ طاقتور ہو گئے اور بعض علاقوں پر قابض بھی ہو گئے۔ ہر طرف طوائف الملوکی اور سیاسی انتشار بڑھنے لگا۔ شمال مغربی ہندوستان کے بیشتر علاقے سلطنت افغانستان میں شامل کر لئے گئے۔ ان حالات میں لوگ نہایت خوفزدہ اور مایوسی کا شکار ہوئے۔

پنجابی زبان کے شیکسپیئر عظیم درویش شاعر وارث شاہؒ اس دور کی یوں منظر کشی

کرتے ہیں:

صوبیدار تے حاکم نہ شاہ کوئی — رعیت ملک تے سب اُجاڑ ہوئی
پیا ملک دے وچ ہے بڑا رولا — ہر کسے دے ہتھ تلوار ہوئی

ان بحرانی حالات میں سید نظام الدین بری حسنی گیلانیؒ کا پاک وجود ذی جود تاریکیوں میں روشنی کی کرن بن کر نمودار ہوا اور آپ جہاں کہیں بھی تشریف لے گئے آپ کی پرنور مجالس ومحافل عوام الناس کیلئے باعثِ تسکین قلوب ثابت ہوئیں۔

☆ بھکر آمد اور قصبہ شہانی کی بنیاد

حضرت سید نظام الدین بری حسنی گیلانیؒ درابن کلاں سے بھکر نشیب جہاں اب قصبہ ''شہانی'' واقع ہے تشریف لائے اور مقیم ہوئے۔ اُس وقت یہاں آبادی کے کوئی آثار نہ تھے بلکہ یہاں سے 1 کلومیٹر مشرق میں ایک چھوٹی سی آبادی تھی جس میں ''شہانی قبیلہ'' اور دیگر اقوام آباد تھیں۔ آپ یہاں عبادت وریاضت اور ذکر وفکر میں مصروف رہے۔ جوں جوں آپ کے قیام کی خبر پھیلتی گئی وہ لوگ درویش منش سید بزرگ کی صحبت کو اپنے لیے خوش نصیبی اور حصولِ فیوض وبرکات کا ذریعہ سمجھتے ہوئے اُس بستی کو چھوڑ کر آپ کے اردگرد بسنے لگے۔ رفتہ رفتہ اس چھوٹی سی آبادی نے بستی کی شکل اختیار کر لی۔ آپؒ نے اپنے دست مبارک سے میٹھے پانی کا کنواں کھودا تاکہ لوگ پانی کی نعمت سے سیراب ہوسکیں۔ معروف علمی شخصیت استاد فضل عباس شمشاد شہانوی (متوفی 2001ء) نے اپنی کتاب ''یادِ ایام'' میں آپ کو شہانی کا بانی قرار دیا ہے۔(i)

چونکہ آپ کے زیادہ تر معتقدین اور مصاحبین شہانی بلوچ تھے پس اسی مناسبت سے اس بستی کا نام ''شہانی'' مشہور ہوا۔

(i) یادِ ایام قلمی

☆شہانی قبیلہ

اسی دور میں شہانی قبیلہ سے فاضل خان شہانی، عادل خان شہانی اور عمر خان شہانی تھے۔ یہ تینوں برادران سردار شہانہ خان رند کی اولاد میں سے تھے۔ جو بلوچ اقوام کے ہیرو میر چاکر اعظم رند (متوفی 1565ء) مدفون ست گھرہ، رینالہ خورد، اوکاڑہ کی اولاد میں سے تھے۔ انہوں نے بھی سید نظام الدین بریؒ سے فیض حاصل کیا اور نیاز مندی کا اظہار کیا۔ فاضل شہانیؒ درویش منش فقیر تھے۔ مستجاب الدعوات اور مقرب خدا تھے۔(i) ان کی اولاد نے میدانِ سیاست میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔ سردار امان اللہ خان شہانی، سردار عنایت اللہ خان شہانی، سردار نعیم اللہ خان شہانی اور سردار عامر عنایت شہانی اہم عوامی عہدوں پر فائز رہے۔ حاجی حشمت علی خان شہانی و حاجی خضر حیات خان شہانی کی مذہبی خدمات بھی ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ معروف عالم دین مولانا قلب محمد علی شہانی انہیں کی اولاد سے ہیں۔ اسی خانوادے سے حاجی اعجاز علی خان شہانی صدر پاکستان پیپلز پارٹی ضلع بھکر ہیں اور اسجد قدوس نواز خان شہانی چیئر مین یونین کونسل شہانی ہیں۔ حاجی رب نواز خان شہانی اور محمد حیات خان شہانی جو کہ عادل خان شہانی کی اولاد سے تھے۔ انہوں نے دینی مدرسہ "جامعۃ الحسینؑ" کے لیے اپنی اراضی وقف کی۔ عادل خان شہانی کی اولاد بستی نوانی میں سکونت پذیر ہے۔ ان میں سے عظیم الشان سیاستدان اور بیوروکریٹ ہوئے ہیں۔ کیپٹن احمد نواز خان نوانی، سردار حبیب اللہ خان نوانی، سردار غلام اکبر خان نوانی اور خان محمد اصغر خان نوانی فقید المثال شخصیات گزری ہیں۔ بھکر کی بطور ضلع تشکیل میں خان محمد اصغر خان نہایت کلیدی کردار ادا کیا۔ اسی لیے انہیں "محسنِ بھکر" کہا جاتا ہے۔ سردار رشید اکبر خان نوانی، سردار سعید اکبر خان نوانی، سردار حمید اکبر خان نوانی اور سردار حفیظ اللہ خان نوانی مرحوم اہم عوامی عہدوں پر فائز

i) تاریخ بھکر: 188، یادِ ایام قلمی

رہے ہیں۔ ہمیشہ بھکر کی تعمیر وترقی اور عوامی خدمت کی عظیم مثال قائم کرتے ہیں۔اسی خانوادے سے سردار احمد خان نوانی چیئرمین ضلع کونسل بھکر ہیں۔عمر خان شہانی کی اولاد سے بستی جھمٹ کا شہانی خانوادہ ہے۔سردار غلام حسین خان،سردار فدا حسین خان اور غلام باقر خان اہم شخصیات گزری ہیں۔مذہبی اعتبار سے اس خانوادے سے مولانا ظفر عباس شہانی،نصرت علی خان شہانی،مولانا محمد اصغر عسکری اور حیدر نواز خان شہانی تبلیغاتِ دین میں مصروف عمل ہیں۔

☆وعظ و نصیحت

دور ونزدیک کے لوگ آپ کی ذات بابرکات اور نورانی شخصیت سے بہت متاثر تھے۔مریدین، طالبین اور مصاحبین دعوت حق سے فیض یاب ہوتے رہے اور حقیقت وعرفان سے آگاہ ہوتے رہے۔

آپ نے لوگوں کو فضائل وخصائل اہلبیتؑ سے روشناس کرایا، دین اسلام کی حفاظت اور اشاعت کیلئے خانوادۂ رسول مقبولؐ کی قربانیوں اور مصائب کا ذکر کرتے رہے۔آپ نے لوگوں کو تلقین فرمائی کہ ایام محرم الحرام میں ذکر حسین علیہ السلام جاری رکھنا چاہیے اور غمگساری وسوگواری کا اظہار کرنا چاہیے۔

قصبہ شہانی میں جہاں آپ کا تکیہ مبارک اور کنواں تھا آج بھی اس مقام کو" پیراں والا" کہا جاتا ہے۔علاقہ بھکر نشیب میں یہی وہ جگہ ہے ۔جسے قدیم ترین مرکز عزاداری تسلیم کیا گیا ہے یہاں مشاہیر علمائے کرام اور ذاکرین عظام خطاب فرما چکے ہیں۔

علامہ سید امیر حسین حسنی کی زیر تولیت یہاں ایک مسجد تعمیر ہو چکی ہے اور عظیم الشان امام بارگاہ تعمیری مراحل میں ہے۔مجالس ومحافل میلاد النبیؐ اور مجالس ومحافل

عزائے حسینؑ باقاعدگی سے منعقد ہوتی ہیں۔

☆سکھوں کا حملہ اور آپؒ کی کرامت

جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ بدامنی اور افراتفری کا دور تھا۔ سکھ ٹولیوں کی شکل میں چھوٹی چھوٹی مسلم آبادیوں پر حملہ آور ہوتے اور لوٹ مار کرتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ سکھوں نے اس چھوٹی سی بستی شہانی کو بھی نشانہ بنانا چاہا جب لوگوں کو علم ہوا تو وہ خوف وہراس کا شکار ہوئے اور آپ کی خدمت میں دعا کیلئے حاضر ہوئے آپ نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے گا اور سب کو تسلی ودلاسہ دیا۔ کہا جاتا ہے کہ جب سکھ بستی کے قریب پہنچے تو نادیدہ اور غیر مرئی جنات سکھ دستے پر عذابِ خدا بن کر ٹوٹ پڑے اور انہیں ایسا سبق سکھایا کہ وہ بوکھلا کر بھاگ کھڑے ہوئے اور پھر کبھی یہاں آنے کی جرأت نہ کی۔

آپؒ کی ذات بابرکات کی وجہ سے شہانی کو جائے امن اور محفوظ مقام سمجھا جانے لگا اس طرح مزید اقوام بھی یہاں آ کر آباد ہوئیں

☆لنڈی سیداں، جام پور میں تشریف آوری

خوشنودئ پروردگار کی خاطر آپ شہانی کو خیر باد کہہ کر سفر کی صعوبتیں اور دشواریاں طے کرتے ہوئے جام پور میں لنڈی سیداں کے قریب پہنچے۔ یہاں آپ نے عبادت وریاضت کیلئے ایک ایسی جگہ کا انتخاب فرمایا جہاں 12 شہداء کی قبور پہلے ہی موجود تھیں۔ ان شہداء کے بارے زیادہ معلوم نہیں ہو سکا البتہ یہ بات قطعی ہے کہ کسی معرکے میں کفار کے خلاف لڑتے ہوئے انہوں نے جامِ شہادت نوش کیا تھا۔ خدا کے نزدیک شہید کی بہت بڑی فضیلت ہے اور از لحاظ شریعت بہت اعلیٰ مقام ہے الغرض شہداء کی قبور ہونے کی وجہ سے یہ ''نزول رحمت خدا'' کا مقام تھا اور جب بھی ایک عارف باللہ، سچا عاشق رسولؐ اور مخلص محبّ

اہلبیتؑ عبادت خدا کی جگہ کا انتخاب کرتا ہے تو وہ نزول رحمت ہی کا مقام ہوتا ہے۔

☆ تاریخی ھڑند قلعہ اور سیاسی صورتحال

یہ جگہ بے آب و گیاہ ویرانہ تھی۔ دور دور تک آبادی کے کوئی آثار نہ تھے۔ تاریخی حیثیت کا ''ھڑند قلعہ'' یہاں سے تقریباً 14 کلومیٹر کے فاصلے پر تھا جو اُس وقت سارے علاقے کی سیاسی و جنگی طاقت کا مرکز تھا۔ سیاسی طور پر 1758ء میں خان آف قلات میر نوری نصیر خان کو احمد شاہ ابدالی داجل اور ہڑند کا کنٹرول دے چکا تھا۔

☆ عبادت گزاری و مداومت ذکر وفکر

ہر طرف جنگل و بیابان تھا دور دور تک انسان کا کوئی نام ونشان نہ تھا۔ اعلیٰ وارفع عاشق خدا مصلیٰ عبادت پر رب ذوالجلال کے حضور دنیا ومافیہا سے بے نیاز ہوکر سربسجود ''سبحان ربی الاعلی وبحمده'' کی تسبیح پڑھ رہا تھا۔ یہی وہ مقام شوق وذوق ہے جس پر ملائکہ بھی رشک کرتے ہیں۔ 12 سال آپ نے اسی ویرانے میں عبادت وریاضت، تسبیح وتہلیل، ذکر وفکر میں بسر کیے۔ منزل عشق کے یہ وہ اسرار ورموز ہیں جنہیں عقل انسانی سوچنے سے قاصر ہے۔ چونکہ آپ نے ''بر'' میں قیام فرمایا اس لیے آپ کا لقب ''بری'' مشہور ہے۔

☆ خوراک اور حفاظت کا اہتمام

خلوص قلب، خلوص عمل، مجاہدہ نفس، تزکیہ نفس اور ازحد اطاعت وتسلیم رب کریم کے بعد ایسی منزل ضرور آتی ہے کہ تمام مخلوقات تابع فرمان بن جاتی ہیں۔ چنانچہ سید نظام الدین بری حسنی گیلانیؒ کو جنگل کی ہرنیاں دودھ پلاتی تھیں اور شیر حفاظت کرتا تھا۔ سبحان اللہ!!

تن صفا ومن صفا قول پیغمبر مصطفیؐ — جو نہ مانے فقر کو منکر کو کہنا نہیں روا

☆موسیٰ سہرانی

ایک بلوچ گلہ بان اپنی بھیڑ بکریوں کو چرانے جنگل میں ادھر اُدھر لے جایا کرتا تھا۔ ایک دن وہ اپنا ریوڑ لے کر جا رہا تھا کہ اُسکا گزر اُس مقام سے ہوا جہاں آپ مشغول عبادت تھے۔ اچانک اُس کی نظر آپ کے نورانی چہرہ اقدس پر پڑی وہ ششدر اور دم بخود رہ گیا اور متعجب ہوا کہ کون ہے یہ ہستی؟ جو اس بیابان میں ذکر خدا میں مصروف ہے۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے خلوص اور شوق دیکھ کر شرف بازیابی بخشا۔

وہ روزانہ آپ کے حضور حاضری دینے لگا۔ آپ کے روحانی کمالات سے متاثر ہو کر حلقہ ارادت میں داخل ہوا۔ آپ اُس کی تواضع اور وفاداری سے خوشنود تھے۔ آپ نے دعا دی کہ اے موسیٰ! تیری اولاد تیری قبر تلاش نہ کر سکے گی۔ یہی وجہ سے آج تک کسی کو اُس کی قبر معلوم نہ ہو سکی۔ ان کی اولاد موضع بوہلی، موضع اسلام پور اور موضع فتح پور میں آباد ہے۔ موسیٰ سہرانی کی اولاد میں سے فقیر بخش خان سہرانی، محمد خان سہرانی، خدا بخش خان دفعہ دار، بدھو خان سہرانی اور سونا خان سہرانی نامور افراد گزرے ہیں جو سلسلہ حسنیہ کے بزرگان کے قریبی عقیدت مند اور نیاز مند تھے۔ موجودہ دور میں امان اللہ خان سہرانی، حاجی حمید خان سہرانی، عبدالغفور خان سہرانی اور منظور خان سہرانی اپنی خدمت گزاری اور خانوادہ سادات سے عقیدت مندی میں پیش پیش ہیں۔

☆عوام الناس کی عقیدت مندی اور حاضری

جب آپ کی حد درجہ تقویٰ و پرہیز گاری، عبادات و مجاہدات، کشف و کرامات اور روحانی کمالات و تصرفات کا ذکر دور دور تک پھیلا تو لوگ جوق در جوق آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے اور انوار روحانی و فیوض ربانی کے بحر بیکراں سے سیراب

ہوتے رہے۔ان میں سہرانی، لاشاری اور مکول وغیرہ شامل تھے۔(i)

☆حضرت شاہ جان محمد بخاریؒ

حضرت سید جان محمد بخاری اور حضرت سید نظام الدین بری حسنی گیلانی ہم عصر تھے۔آپس میں ملاقاتوں کا سلسلہ بھی رہتا تھا۔راہِ حق کے دونوں مسافر تھے اور وصالِ حق تعالیٰ دونوں کی منزل تھی۔ایک دوسرے سے راز و نیاز بھی کرتے تھے۔

☆۔حضرت سید عنایت اللہ شاہ گیلانی قادری

ان کا مزار ہڑند میں ہے ان کے پدر گرامی سید لعل شاہ گیلانیؒ کی مزار بھی حیدر آباد دکن میں ہے ۔آپ صاحب کرامت بزرگ تھے اور سید نظام الدین بری کے معاصرین میں سے تھے۔سن وفات 1180ھ یا 1201ھ مذکور ہے۔اور اولاد نوشہرہ غربی، داجل اور سمینہ میں ہے۔(ii)

☆وصال کا واقعہ

آپ کا وصال موضع علی پور میں ہوا جہاں پر مکول قوم آباد تھی جو آپ کی نہایت عقیدت مند تھی۔آپ نے وصال سے پہلے وصیت فرمائی کہ جب میری روح پرواز کر جائے تو تجہیز و تکفین کرنے کے بعد میری میت کو اونٹنی پر رکھیں اور اُسے بے مہار چھوڑ دیں اونٹنی چلتی چلتی جہاں بیٹھ جائے تو اسی مقام پر میری قبر بنائی جائے پس وہ اونٹنی آپ کی ''چلہ گاہ'' پر آ کر بیٹھ گئی۔چنانچہ اس جگہ پر آپ کی قبر انور بنائی گئی جو کہ سال بھر مرجع خاص و عام ہے۔

☆عرس مبارک

ہر سال چیت میں قمری 14 تاریخ کو آپ کا عرس مبارک نہایت عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے۔کثیر تعداد میں طالبین، مریدین اور عقیدت مند شریک ہوتے

i) راجن پور کی خانقاہیں:98 ii) حدیقۃ الاسرار:279

ہیں اور آپ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔اس موقع پر راہِ خدا میں خیرات کی جاتی ہے اور زائرین کے لئے لنگر کا وسیع بندوبست ہوتا ہے۔منتیں ادا کی جاتی ہیں اور خصوصی دعائیں مانگی جاتی ہیں۔

☆مکاشفات اور کرامات

آپ کی کرامات وتصرفات کے سلسلہ بہت وسیع ہے کہ دامن تحریر میں اتنی وسعت نہیں ہے۔بعداز وصال بھی آپ کے فیوض و برکات کا سلسلہ جاری وساری ہے۔آپ کی کرامات اور مکاشفات زبان زدعام ہیں۔دور دراز سے خالی دامن آنیوالے سائلین آپ کی درگاہ عالیہ سے اپنے دامن بھر کے جاتے ہیں۔پریشان حال سائلین خوشیاں سمیٹ کے جا تے ہیں۔مریض و بیمار سائلین شفاء وتندرستی کی نعمت سے مالا مال ہوتے ہیں۔حاجات کی برآوری کے لیے خدا تعالیٰ کے حضور آل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولادِ علیؑ کا توسل ہی ایسا ہے کہ خدا کبھی رد نہیں کرتا۔

☆حسنی سلسلہ

''حسنیہ سلسلہ'' قادریہ سلسلہ ہی کی ایک شاخ ہے۔حضرت سید نظام الدین بری حسنی گیلانیؒ کو حسنیہ سلسلے کا بانی تصور کیا جاتا ہے اس میں قادریہ سلسلہ کے دوسرے اُصول وخصوصیات کے ساتھ ساتھ معرفت خدا تعالیٰ،عشق رسول مقبولؐ،محبت اہلبیتؑ اطہار،محافل میلاد النبیؐ اور ذکر امام حسینؑ سید الشہداء شہید کربلا کو بطور خاص باور کرایا گیا ہے۔سالکین، طالبین اور مریدین کو پابندی شریعت مقدس،تزکیہ نفس،حسنِ خلق ، اخوت ورواداری، راست بازی اور احترام انسانیت کی تلقین کی جاتی ہے۔

☆ تاجدار کوٹ مٹھن حضرت خواجہ غلام فرید چشتیؒ کی حاضری

روایت میں ہے کہ حضرت خواجہ غلام فرید چشتیؒ نے حضرت سید شاہ جان محمد بخاریؒ اور حضرت سید نظام الدین بری حسنی گیلانیؒ کے مزاروں پر حاضری دی، زیارت سے مشرف ہوئے، فاتحہ خوانی کی اور فی البدیہی یہ اشعار پڑھے۔

لگے دردمنداں دے ڈیرے!! کرڑ، کنڈا، بوھی ڈھیرے

اکھیں رو رو تھیون بیرے کون اتھاں دم مارے؟؟

سمجھ گھن ہنڑ یارے ہن عشق دے ونڑج نیارے

☆تشریح

یعنی شہنشاہ بر حضرت سید نظام الدین بری حسنی گیلانیؒ کا دل عشق حقیقی سے لبریز تھا۔ آپؒ نے راہ خدا میں وصال حق کی خاطر گھر بار، مال و اسباب اور اولاد کو چھوڑ کر دیارِ غیر میں ایک ایسی جگہ کا انتخاب فرمایا جہاں دور دور تک کوئی آبادی نہیں ہے۔ آس پاس فقط جنگلی درخت ہیں جیسے کرڑ، کنڈا اور بوہی وغیرہ کوئی پھل دار اور پھول دار درخت تک نہیں ہے۔

خواجہ صاحبؒ ان سب حالات کو دیکھ کر شوق رشک میں اشکبار ہیں اور فرماتے ہیں کہ ذات احدیت، واجب الوجود ہستی کی خاطر یہ سب قربانیاں دینا کوئی معمولی اور آسان کام نہیں ہے بلکہ یہ کارنامہ وہی انجام دے سکتا ہے جو سچا عاشق خدا ہو اور جس کا کردار، گفتار اور رفتار سبھی کچھ خوشنودی پروردگار کیلئے ہو۔

☆لنگر

حضرت سید نظام الدین بری حسنی گیلانیؒ کی درگاہ عالیہ پر مسافرین اور زائرین کیلئے ہر وقت لنگر کا خصوصی اہتمام جاری و ساری ہے۔ دسترخوان امام حسن علیہ السلام بچھا

ہوا ہے۔ ہر واقف و ناواقف اور امیر و فقیر مستفید ہو رہا ہے۔

☆ فخر قوم پروفیسر خادم حسین لغاری مرحوم کی عقیدت مندی

پروفیسر خادم حسین لغاری مرحوم (متوفی جنوری 2017ء) سلسلہ حسنیہ کے قریبی متوسلین میں سے تھے سال میں کئی مرتبہ دربار سید نظام الدین بریؒ پر حاضری دیتے تھے اور خدا کے حضور آلِ نبیؐ اولادِ علیؑ کے توسل سے دُعا کراتے تھے۔ باقاعدگی سے خیرات کا اہتمام کرتے اور سالانہ 72 من گندم سرکار کے لنگر میں شامل کرتے تھے۔ موصوف زندگی بھر تبلیغاتِ دین، فلاح معاشرہ اور تعمیرات مساجد میں مصروف عمل رہے۔ ڈی جی خان شہر سے ملحق موضع چٹ سرکانی میں واقع ''واسو والا'' میں آباد لغاری ''ہوتانی'' قوم شروع ہی سے سلسلہ حسنیہ کے بزرگان کی قریبی عقیدت مند رہی ہے۔ ان میں سے حاجی چھٹہ خان مرحوم معروف شخصیت تھے۔ اسی طرح چٹ سرکانی میں واقع ''گدپور'' میں آباد سرکانی قوم شروع ہی سے سلسلہ حسنیہ کے بزرگان کی عقیدت مند رہی ہے۔ ان میں سے غلام حسین خان، پیرن خان اور حکیم مولوی جا گن خان زیادہ معروف تھے۔ حاجی اللہ داد خان سرکانی حکیم فاروق خان سرکانی اور فیض محمد سرکانی نے ابھی تک سلسلہ عقیدت برقرار رکھا ہوا ہے۔

☆ منقبت

برّی سلطان عالی نام تیرا   ہے جمل جہان غلام تیرا

واہ ذات تیڈی لجپال سائیں

دکھیاں دے من سوال سائیں

ایویں در تیڈے ہر حال سائیں

دیدار کرڑ صبح شام تیرا   بری سلطان عالی نام تیرا

واہ! سوہڑاں ڈیرا لایا ہی
آنڑ جنگل خوب وسایا ہی
ہر منکر ما رنوا یا ہی

سب لوگ کرے سلام تیرا　　　　　بری سلطان عالی نام تیرا
(خلیفہ منظور فقیر)

☆مزار شریف کے خدام اور مجاور

ابتداء میں شیرو سندرانی نے خدمتِ دربار کی ذمہ داری ادا کی۔اس کے بعد لنڈ خاندان میں سے غلام حسن لنڈ اور ان کے پسران منکن خان، رحیم بخش خان، کریم بخش خان اور الہی بخش خان نے نہایت پُر خلوص انداز سے خدمتِ دربار و زائرین انجام دی۔فتح محمد خان لنڈ ڈی جی خان میں سکونت پذیر ہیں اور جذبہ عقیدت سے سرشار ہیں۔موجودہ دور میں خلیفہ منظور فقیر، رسول بخش خان اور مہر بخش خان بمعہ اہل وعیال خدمت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

☆اولاد میں اولیائے کرام اور بزرگان

یوں تو آپؒ کی ساری اولاد ہی خدایاد، درویش منش، فقیرانہ مزاج اور مستجاب الدعوات تھی مگر سید نور حسن نوری حضوریؒ، سید مرید شاہ غازی پاک نمازیؒ، پیر غلام علی شاہؒ، سخی شیر بادشاہؒ اور پیر بہار شاہؒ مشہور و معروف اولیاء کرام ہیں جن کا ذکر آگے ہوگا۔

آپؒ کی اولاد دونوں فرزندوں سے آگے چلی ہے: سبط اکبر سید نور حسن نوری حضوری حسنی گیلانیؒ کی اولاد ملکیھی، ببر پکا گرہ مرید شاہ (ڈیرہ اسماعیل خان) شہانی، چاہ غلام قادر شاہ اور ٹبی سیداں (بھکر) میں ہے جبکہ سبط اصغر سید غلام غوث شاہ حسنی گیلانی

کی اولاد شہانی (بھکر) میں ہے۔اس وقت تک ان کی اولاد کوڈی آئی خان اور بھکر میں بستے ہوئے تقریباً 270 برس گزر چکے ہیں۔

پروفیسر رانا غلام یٰسین نے اپنی کتاب "راجن پور کی خانقاہیں" میں آپ کا تذکرہ کیا ہے۔

حضرت سید نور حسن نوری حضوریؒ بن سید نظام الدین بری گیلانیؒ

(متوفی 1809ء بمطابق 1224ھ درابن کلاں، ڈیرہ اسماعیل خان)

☆نام،لقب،ابتدائی حالات

آپؒ کا نام ''عبدالقادر نور حسن'' تھا۔لقب ''نوری حضوری'' تھا۔لقب کی وجہ شہرت آپ کا رات کو بیدار رہ کر بکثرت عبادت کرنا تھا۔شب زندہ دار تھے اور رات بھر قیام وقعود اور رکوع وسجود میں گزرتی تھی۔

جب سید نظام الدین بری حسنی گیلانیؒ 1755ء دراِبن کلاں تشریف لائے تو آپؒ بعہد شباب ہمراہ تھے۔بعدازیں چیمہ خاندان میں آپ کا عقد کیا گیا جس سے آپ کے دو فرزند تھے:(1)سید مرید شاہ غازی حسنی گیلانیؒ (2)سید غلام غوث حسنی گیلانیؒ تھے۔

آپؒ کی اولاد ان دونوں سے چلی ہے۔

☆شجرۂ طریقت

باطنی اسرار ورموز اور علم وحکمت اپنے والد گرامی قدر سے حاصل کیے جنھوں نے آپ کو خلعت خلافت سے نوازا۔

☆آستانہ عالیہ

دراہن کلاں میں آستانہ عالیہ خوب آباد کیا۔ دامان بھر سے لوگ حصولِ فیوض اور حاجات کی برآوری کیلئے آپ کے حضور حاضر ہوتے رہے اور بہرہ مند ہوتے رہے۔

☆وصال

آپؒ کا وصال 1809ء بمطابق 1224ھ میں دراہن کلاں میں ہوا اور وہیں مزارانور ہے۔ حسنی گیلانی سادات میں سے یہ پہلی مزار تھی جو دراہن کلاں میں بنائی گئی۔

☆اولاد

بڑے فرزند سید مرید شاہ غازی حسنی گیلانیؒ کی اولاد کا ذکر آگے آئے گا۔ چھوٹے فرزند سید غلام غوث حسنی گیلانیؒ کے دو فرزند تھے پیر سید مہر شاہ اور پیر سید خدا بخش شاہ

پیر سید مہر شاہ کی جملہ اولاد ٹبی سیداں ڈگر اولکھ تھل میں ہے۔ جہاں انہوں نے 535 کنال رقبہ خریدا تھا ان کے دو فرزند تھے سید کریم حیدر شاہ اور سید خیرن شاہ

پیر سید کریم حیدر شاہ کا ایک فرزند تھا پیر سید بکھو شاہؒ جو عبادت گزار اور مستجاب الدعوات شخصیت تھے ان کے تعویذ کی برکت سے بھیڑیا اور بھیڑ بکریوں کا ریوڑ ایک ساتھ رہتے لیکن بھیڑیا منہ نہیں کھول سکتا تھا۔ ان کی وفات تقریباً 1948ء میں داجل، جام پور کے قریب ہوئی اور دربار نظام شاہؒ میں مدفون ہیں۔ شہانی میں مرالی اور موہانے مرید تھے ان کے دو فرزند تھے شہزادہ سید خادم حسین شاہ (متوفی 1975ء) اور سید خدا بخش شاہ (متوفی 1987ء)

شہزادہ سید خادم حسین شاہ کا اکلوتا فرزند سید غلام اکبر شاہ پاکستان نیوی میں آفیسر تھے اور بنابراس ملازمت کے انہوں نے تقریباً تمام دنیا کی سیر کی تھی۔ ان کی وفات 1970ء میں ہوئی (مدفن بہار شاہ بھکر) ان کے دو فرزند ہیں: پیر سید مہر حسین شاہ اور سید

مظہر حسین شاہ

سید خدا بخش شاہ کے ایک فرزند تھے جن کا نام سید ملازم حسین شاہ تھا۔ان کا ایک فرزند ہے: سید نذر حسین شاہ

جب کہ سید خیرن شاہ بن سید مہر شاہ کے تین فرزندان تھے: سید مہر شاہ، سید شیر شاہ اور سید احمد شاہ (لاولد)

سید مہر شاہ کے دو فرزند ہیں: پیر سید عاشق حسین شاہ (ماشاء اللہ وسیع پیری مریدی ہے) اور پیر سید کرم حسین شاہ

سید شیر شاہ کے تین فرزند ہیں: سید لعل حسین شاہ (مولانا سید اعجاز حسین حسنی انہی کے فرزند ہیں)، سید غلام شاہ (مولانا سید شیر علی شاہ انہی کے فرزند ہیں) اور سید مہتاب حسین شاہ

پیر سید خدا بخش شاہ بن سید غلام غوث شاہ کی جملہ اولاد شہانی میں ہے ان کے دو فرزند تھے سید چراغ شاہ اور سید امیرن شاہ

سید چراغ شاہ کا ایک فرزند سید محمد شاہ تھا جس کے دو فرزند تھے سید اللہ بخش شاہ اور سید غلام قادر شاہ

سید اللہ بخش شاہ کے دو فرزند ہیں: پیر سید ملازم حسین شاہ (ماشاء اللہ وسیع پیری مریدی ہے) اور سید کرم حسین شاہ

جب کہ سید امیرن شاہ کے دو فرزند تھے: سید نور زمان شاہ (لاولد) اور سید خدا بخش ان کی سندھ میں ٹنڈو اللہ یار اور حیدر آباد میں پیری مریدی ہے۔ان کے پانچ فرزند ہیں: مولانا سید چمن شاہ مرحوم (جو خدا یاد اور باعمل شخصیت تھے)، سید مرید حسین شاہ (معروف نوحہ خواں)، ماسٹر سید عاشق حسین شاہ، سید فدا حسین شاہ اور سید خادم حسین شاہ

☆ خواجہ غلام نظام الدین تونسویؒ (متوفی1965ء)اوراولادرسول کی تعظیم وتکریم

مروی ہے کہ ایک دن تونسہ شریف میں غروب آفتاب سے پہلے خواجہ صاحب بے چین، مضطرب اور کسی کے منتظر نظر آ رہے تھے۔وجہ پوچھنے پر فرمایا" آج اولا د رسولؐ ہمارے مہمان ہوں گے" حالانکہ نہ تو کسی کے آنے کے کوئی آثار تھے اور نہ ہی کوئی اطلاع اچانک پیرسید بکھو شاہ حسنی گیلانی اور پیرسید قائم الدین حسنی گیلانی تشریف لے آئے۔جو کہ زیارت دربار نظام شاہؒ اور دورہ مریدین سے واپس آرہے تھے۔خواجہ صاحب نے پرتپاک استقبال کیا اور شب بھر سادات کی تواضع وخدمت گاری کی اعلیٰ مثال قائم کی۔

☆سجادگان (نقیب الاشراف)

حضرت سید مرید شاہ غازیؒ (متوفی1845ء)

حضرت سید غلام علی شاہؒ (متوفی1877ء)

حضرت سید اللہ بخش شاہؒ (متوفی1903ء)

حضرت سید احمد شاہؒ (متوفی1951ء)

حضرت سید غلام حسن شاہؒ (متوفی1991ء)

علامہ سید امیر حسین حسنی گیلانی دامت برکاتہ

حضرت سید مرید شاہ غازی گیلانیؒ بن سید نور حسن نوری حضوری

(متوفی1845ء بمطابق1260ھ درابن کلاں، ڈیرہ اسماعیل خان)

☆نام والقاب

حضرت سید نور حسن نوری حضوری حسنی گیلانیؒ کے پاک گھرانے میں متولد ہوئے۔

آپ کا نام ''مرید حسین'' رکھا گیا مشہور القاب ''غازی'' اور ''پاک نمازی'' ہیں۔ القاب کی وجہ شہرت کا ذکر آگے آئے گا۔

☆روحانی تربیت

عہد طفولیت مکمل اور عہد شباب کا ایک حصہ والد گرامی قدر کے زیر سایہ گزارا روحانی و پاکیزہ تعلیم و تربیت کی منازل طے کیں اور ایک کامل عارف باللہ بن کر ہجوم دنیا میں رونق افروز ہوئے۔

☆شجرہ طریقت

آپ کا شجرہ نسب ہی شجرہ طریقت ہے۔ والد گرامی قدر سید نور حسن نوری حضوری حسنی گیلانیؒ کے وجود عرفان شناس سے استفادہ کیا اُن کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے منازل سیر و سلوک طے کیں اور خلعت خلافت سے سرفراز ہوئے۔

☆اولاد

آپ کے 3 فرزندان تھے: (i) پیر سید غلام علی شاہ حسنی گیلانیؒ (ii) پیر سید سخی شیر شاہ حسنی گیلانیؒ (iii) پیر سید غلام حسن شاہ حسنی گیلانیؒ آپ کی اولاد ان تینوں سے چلی ہے۔

☆تبلیغ دین

سالکین، طالبین اور مریدین کی ہدایت و رہنمائی کے لئے دور و نزدیک کا سفر اختیار کیا۔ ھیلاں (منڈی بہاؤالدین)، شادن لنڈ، گدپور (ڈیرہ غازی خان) حاجی پور شریف، لنڈی سیداں (جام پور)، شہانی، ٹبی سیداں (بھکر) ملکیکھی، جنڈی بابڑ (ڈیرہ اسماعیل خان) تشریف لے جا تے رہے۔ موضع گرہ مرید شاہ آپ ہی کے نام سے موسوم ہے جہاں آپ کی اولاد کے پاس 25 ہزار کنال اراضی تھی۔

i) تاریخ بھکر: 188

فیضانِ الٰہی سے لوگوں کو سیراب کیا، مردہ دلوں کو شعور آگاہی سے زندہ کیا۔
معرفت ربانی، تزکیہ نفسی، عشق نبویؐ، مودت اہلبیتؑ محمدیؐ اور ذکر حسینیؑ کا پرچار اپنے پاکیزہ کردار و گفتار سے کرتے رہے۔(i)

☆نام والقاب شخصیت کا روشن عکاس

آپ کی تمام تر شخصیت کا خلاصہ نام و القاب میں پنہاں ہے نام ''مرید حسین''، یعنی آپ روحانی و باطنی طور پر نواسۂ رسولؐ، دلبند بتولؑ اور لخت جگر علی مرتضیٰؑ مظلوم کربلا حضرت امام حسینؑ کے مرید تھے۔ پہلا لقب،، غازی،، یعنی سرکار وفا علمبردار لشکر حسینیؑ ، سقائے سکینہؑ غازی عباسؑ سے آپ کی بے پناہ محبت کا مظہر ہے۔ دوسرا لقب ''پاک نمازی'' چونکہ آپ مجسمہ فقر و شرع تھے اور نماز سے از حد انس و لگاؤ تھا۔ دوسرا آپ نے کنویں پر نماز ادا کی تھی۔ ذکر آگے آئیگا۔

☆زندہ جاوید کرامت

آپ جہاں جہاں بھی تشریف لے گئے اور کچھ عرصہ قیام فرمایا، وہاں وہاں آج بھی کچھ اور ہو نہ ہو دو چیزیں ضرور ملیں گی۔ ایک خانہ خدا مسجد اور دوسرا لہراتا ہوا پرچم اسلام یعنی علم مبارک غازی عباسؑ۔ سبحان اللہ!!!

☆حاجی پور شریف آمد اور کنویں پر نماز کی ادائیگی

جد پاک سید نظام الدین بری حسنی گیلانیؒ کے مزار انور پر حاضری کے لئے روانہ ہوئے۔ اشارات اور علامات کے مطابق سفر طے کرتے رہے۔ بے سروسامانی کا زمانہ تھا ۔سفر کے مصائب و آلام شدید تر تھے۔ راستے میں جہاں جہاں قیام فرماتے لوگ فیوض و

(i) یادِ ایام قلمی

برکات سے بہرہ مند ہوتے اور حلقہ ارادت وعقیدت میں داخل ہوتے۔

جب حاجی پور شریف تشریف لائے تو شہر سے باہر قیام فرمایا ایک تنگ نظر ملاں سے مکالمہ ہوا۔ یہ مکالمہ مناظرہ میں بدلا پھر یہ مناظرہ مکاشفہ میں بدل گیا پھر چشم فلک نے یہ منظر دیکھا کہ ایک بزرگ سیدزادہ آل نبیؐ واولادعلیؑ ایک گہرے کنویں پر اپنی چادر ڈال کر مصروف نماز ہو گیا۔ یہ واقعہ دیکھ کر شہر بھر میں ہلچل مچ گئی آپ نے دنیا میں ایک روایت قائم کر دی کہ جو نماز ایک ولی اللہ ادا کر سکتا ہے کوئی دوسرا نہیں۔

آپ کے کرامات وتصرفات سے متاثر ہو کر لوگ جوق در جوق حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ بہت سی اقوام بٹ، بٹھل، برڑے، ہمشیرے، واسنی، وینس اور کمہار وغیرہ مرید ہوئے۔ آپ کو آستانہ عالیہ کیلئے جگہ پیش کی گئی جو آج بھی ''ماڑی سید مرید شاہ غازیؒ'' کے نام سے مشہور ہے جہاں علامہ سید امیر حسین حسنی کی زیر تولیت مسجد تعمیر ہو چکی ہے۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ کے معروف صوفی بزرگ حضرت خواجہ نور محمدؒ (مدفن حاجی پور شریف) کی اولاد کے بھی سلسلہ حسنیہ کے بزرگان سے مثالی تعلقات رہے ہیں۔ میاں منظور فریدؒ اور پیر سید غلام حسن شاہؒ کے باہم نہایت عمدہ تعلقات تھے۔

حاجی پر شریف کا سرائی عباسی خاندان تاریخی، حکمران اور درویش منش خانوادہ ہے۔ ہمیشہ سلسلہ حسنیہ کے بزرگان سے ان کے خوشگوار تعلقات رہے ہیں۔ سرکار میاں اعجاز حسین عباسی دربار نظام شاہؒ کے نہایت عقیدت مند ہیں۔ ان کے اور سرکار میاں زاہد حسین عباسی مرحوم کے پیر سید غلام حسن شاہ مرحوم، پیر سید غلام عباس شاہ مرحوم سے نہایت اعلیٰ تعلقات تھے۔

حاجی پُر شریف میں ملک دُر محمد بٹ، ملک فتح محمد بٹ، ملک مٹھا بٹھل، ملک سندھی بٹھل، چھنٹر کا خان مٹھوانی، غلام رسول کمہار اور ملک شیر محمد واسنی سلسلہ حسنیہ کے

قریبی متوسلین اور مصاحبین تھے۔اسی طرح موضع بکھر پور میں آباد نور محمد خان کھیلڑ،مٹھا خان کھیلڑ اور مراد علی خان کھیلڑ بھی اس سلسلہ کے مریدین اور طالبین میں شامل تھے۔موجودہ دور میں ملک اللہ ڈتہ بٹ،حاجی خیر محمد بٹھل،ڈاکٹر صابر حسین،ڈاکٹر تنویر ،ملک غلام یٰسین ہمشیرہ،غلام اکبر خان سہرانی،ملک مرید حسین منہاس،مجاہد کمہار،ملک محمد احسان بکھر،محمد ثقلین بکھر،وسیم بکھر،ملک عبدالستار بٹ اور ملک جندوڈاواسنی کی خدمات اور عقیدت مندی قابل ذکراور قابل تعریف ہیں۔

☆جد پاک کے مزار پر حاضری

اس کے بعد آپ نے اپنے جد سید نظام الدین بری حسنی گیلانی کے مزار پر حاضری دی۔زیارت سے فیض یاب ہوئے کچھ دن معتکف رہے۔وہاں ایک چھوٹی سی مسجد قائم کی اور علم سرکار عباسؑ نصب فرمایا۔اب یہاں علامہ سید امیر حسین حسنی کی زیر تولیت عظیم الشان مسجد تعمیر ہو چکی ہے اور روضہ مبارک زیر تعمیر ہے۔

☆شہانی میں تکیہ

شہانی میں جہاں سید نظام الدین بری حسنی گیلانی نے قیام فرمایا تھا آپ نے بھی وہیں ''پیراں والا'' میں اپنا تکیہ قائم فرمایا۔لوگ آپ کے وجود ذی جود اور علم وعرفان سے خوب بہرہ مند ہوئے۔آپ کی مجالس ومحافل آباد رہیں اور آپ رشد وہدایت،قناعت، صلہ رحمی اور احترام انسانیت کا درس دیتے رہے۔

پہلے سید نظام الدین بری حسنی گیلانیؒ اور اب آپؒ کی تبلیغ وہدایت کے ثمرات تھے کہ ایام محرم الحرام کا احترام کیا جانے لگا،ذکر شبیرؑ جاری ہوا اور ان ایام میں لذات زندگی چھوڑ کر اظہار غم اور اظہار تعزیت اختیار کیا گیا۔

☆وصال اور مدفن

آپ کا وصال 1845ء بمطابق 1260ھ میں ہوا۔مزار درابن کلاں میں اپنے والد گرامی کے پہلو میں ہے جو کہ مرجع روزگار ہے۔یہاں خلیفہ گل محمد خان گاڈی اور خلیفہ روزی خان گاڈی خدمت دربار وزائرین انجام دے رہے ہیں۔

حضرت پیر سید غلام علی شاہ حسنی گیلانیؒ بن سید مرید شاہ غازی گیلانیؒ

(متوفی 1877ء بمطابق 1294ھ بہار شاہ بھکر)

☆ولادت، نام اور شجرۂ طریقت

حضرت سید مرید شاہ غازی حسنی گیلانیؒ کے گھر ولادت باسعادت ہوئی سبطِ اکبر تھے۔آپ کا نام ''غلام علی'' رکھا گیا۔اپنے والد گرامی قدر کے زیر سایہ اعلیٰ وارفع تربیت حاصل کی اور عرفانی اسرار ورموز حاصل کیے۔اُن کے حلقہ ارادت میں داخل ہو کر خلافت سے عہدہ برآ ہوئے۔

☆سیرت وکردار

آپ صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے۔پابند شریعت، حددرجہ اخلاق حسنہ کے مالک اور منکسر المزاج شخصیت کے حامل تھے، ہروقت آپ کا باطن یادِ الٰہی اور غم حسینؑ سے معمور رہتا تھا۔

☆دبیر پاکستان مولوی غلام علی لنگاہؒ کو دعا

کہا جاتا ہے کہ آپ کے نام نامی اسم گرامی پر ہی معروف مداح اہلبیتؑ دبیر پاکستان مولوی غلام علی لنگاہ کا نام تجویز کیا گیا تھا۔آپؒ نے اُن کو دعا دی تھی کہ

''خدا تیری زبان اور کلام میں تاثیر پیدا فرمائے'' چنانچہ وہ شاعری اور ذاکری میں اوج کمال پر پہنچے۔ان کا وصال 1955ء ہے اور مزار کوٹلی امام حسینؑ شہانی میں ہے۔قادر الکلام شعراء فدا حسین مشکور جھنڈیر اور بابا نذر حسین جھنڈیر ارشاد عباسی انہیں کے شاگرد تھے۔(i) مولوی احمد علی لنگاہؒ ان کے چھوٹے بھائی تھے۔ذکر امام حسینؑ کی نشر واشاعت میں لنگاہ خانوادے کا بنیادی کردار رہا ہے۔ملک کے اکثر نامور اور سلطان ذاکرین یہیں سے فیض یاب ہوئے ہیں۔استادالذاکرین مولوی مرید عباس لنگاہ علم دوست ،مخلص اور پابند شریعت تھے۔مولوی غلام علی لنگاہ کے اس مرثیہ پر مسافرۂ شام بی بی کی مہر تصدیق ثبت ہے:

ہے دو جگ تے سرداری حسینؑ مسافر دی　　کیتی امت نے دل آزاری حسینؑ مسافر دی

☆شہانی میں سکونت

بعد از وصال والد گرامی آپؒ نے مستقل طور پر شہانی میں سکونت اختیار کی۔

☆اولاد

آپ کے 2 عقد تھے جن سے 4 فرزند ہوئے: پہلے عقد سے بڑے فرزند سید اللہ بخش شاہ حسنی گیلانیؒ ،سید محمد بخش شاہ حسنی گیلانیؒ اور سید غلام حسن شاہ حسنی گیلانیؒ تھے جبکہ دوسرے سے سید گل حیدر شاہ حسنی گیلانیؒ تھے۔

آگے اولاد فقط دو بیٹوں سید غلام حسن شاہ حسنی گیلانیؒ اور سید گل حیدر شاہ حسن گیلانیؒ سے چلی۔

☆سفر

سالکین، طالبین اور مریدین کی ہدایت ورہنمائی کے لیے آپ ڈیرہ غازی

(i) زبور مودت اوّل:215

خان، جام پور، حاجی پورشریف، تھل اور منڈی بہاؤالدین تشریف لے جاتے رہے۔ ہیلاں، کوٹ، برجی، کنگاں اور قادر آباد میں بھی مرید تھے۔

☆ تنگ نظر ملاں کی رسوائی

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپ اپنے فرزند سید غلام حسن شاہ حسنی گیلانی کے ہمراہ ہیلاں میں مقیم تھے۔ ایک تنگ نظر اور بدطینت ملاں نقی بھی وہاں رہتا تھا۔ جو آپ کی مخالفت اور اہانت کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتا تھا۔ آپ اُس کے ساتھ نہایت صبر و تحمل اور کمال مہربانی سے پیش آتے تھے۔ لیکن وہ اپنی بدنیتی اور کینہ پروری سے باز نہ آیا چنانچہ آل نبی اولادِ علیؑ کو جوش آیا اور سارے شہر کے سامنے فرما دیا ''مولی نقی نہ دار وہوسی نہ پھکی '' لسان الفقراء سیف الرحمٰن یعنی فقراء کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ خدا کی تلوار بن جاتے ہیں۔ چند ہی دنوں میں وہ ملاں نہایت ذلیل و رسوا ہو کر مر گیا۔

☆ ایک جعلی پیر سے مقابلہ

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپ بھکر سے ہیلاں تشریف لائے تو ایک جعلی پیر آپ کی چارپائی پر براجماں تھا اُس نے مریدین کو ورغلانے کی کوشش کی اور خود اُن کا پیر بننا چاہا۔ جب آپ اس صورت حال سے آگاہ ہوئے تو وہاں تشریف لے گئے اور اپنے والد گرامی سید مرید شاہ غازیؒ پاک نمازی کی طرح اُسے للکارا کہ اگر تو سچا ہے تو اس گہرے کنویں پر چادر بچھا کر نماز ادا کر اور میں بھی کرتا ہوں۔ آپ ابھی کنویں کی طرف روانہ ہی ہوئے تھے کہ وہ بوکھلا گیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگ نکلا اور کبھی بھی اس طرف کا رخ نہ کیا۔

☆ بزرگان کی یادگار ''پیراں والا''

آپؒ نے اپنے والد گرامی اور جد پاکؒ کے یادگار کنویں کو پختہ کروایا۔ پیراں

والاشھانی کوآبادکیا۔کھیتی باڑی کی باغات لگوائے،کھجور،جامن،امرود اور شیشم کے بکثرت درخت لگوائے گئے۔(i)ان باغات اور درختوں کی دیکھ بھال اورنشوونما میں فقیرامام دین کمہار نے بہت محنت کی۔انہیں پیرسیدلالواحمد شاہ ھیلاں سے اپنے ساتھ لائے تھے۔ان کے پسران ملنگ علی اورکالا خان ہمیشہ خانوادہ سادات کے تابعدار اوروفادار رہے۔

اعلیٰ درجے کے مہمان نواز اور فیاض تھے۔آستانہ مبارک پیراں والا پر ہر وقت کوئی نہ کوئی مہمان موجود رہتا تھا۔انعقاد ذکر حسینؑ آپ کی شدید خواہش تھی۔آپ کی عمر مبارک ہی میں مجالس امام حسینؑ کا باقاعدہ آغاز ہوچکا تھا۔ وصال 1877ء بمطابق1294ھ میں ہوا۔بھکر میں پیر بہار شاہ حسنی گیلانیؒ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

☆روشِ روزگار

ان دنوں میں سادگی اوراخلاص کا زمانہ تھا۔لوگوں کے اعتقادات پختہ تھے اوروہ خانوادہ سادات کوآلِ نبیؐ اولادِ علیؑ ہونے کی وجہ سے نہایت قدر اوراحترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔سادات کی روحانی اورنورانی محافل میں شرکت کرتے اور ذکرامام حسین علیہ السلام بغورسماعت کرتے تھے۔یہاں کسی قسم کے مسلکی اختلاف کومدنظر نہیں رکھا جاتا تھا۔ واقعتاً یہ پیار،محبت اورامن کا زمانہ تھا۔پیراں والے کنویں کا پانی نہایت بابرکت سمجھا جاتا تھا۔آستانہ عالیہ میں واقع دھوئیں کی راکھ کوبھی اولادِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے متبرک سمجھا جاتا تھا۔پیراں والا پر سارا سارا دن ہرقوم اور ہر مسلک کے لوگ جمع رہتے تھے جیسے شھانی بلوچ،لنگاہ،سیال(احترام کی وجہ سے انہیں میاں جی کہا جاتا ہے)،بٹھل،درکھان،اولکھ،کلتاری،ہانس،زرگر،موچی،بھٹے،مرالی،موہانے،کھوکھر،ماچھی اور پتافی بلوچ۔ بجا طور پر عرصہ دراز تک پیراں والا ثقافتی سرگرمیوں اور روحانی و

(i) یادِ ایام قلمی

نورانی محافل ومجالس کا مرکز رہا ہے جسے صفحہ تاریخ پر ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

شہانی میں پیراں والا کو ثقافتی وروحانی مرکز ہونے کی حیثیت فارغ اوقات میں یہاں ذہنی تفریح اور جسمانی ورزش کی خاطر مختلف علاقائی کھیلوں کا اہتمام ہوتا تھا۔ جیسے کبڈی، کشتی، ویٹ لفٹنگ، پنجہ آزمائی اور گلی ڈنڈا وغیرہ۔شہر بھر سے آئے ہوئے بچے بڑے ہر عمر کے افراد اس تفریح سے لطف اندوز ہوتے تھے۔معروف علمی شخصیت استاد فضل عباس شمشاد شہانوی نے اپنی کتاب یادِ ایام میں ان سرگرمیوں کی بہت خوبصورت انداز سے منظر کشی کی ہے۔(i)

☆ پیر سید اللہ بخش شاہ حسنی گیلانیؒ

آپ کے بڑے فرزند تھے۔ عالم، وجیہہ، بارعب اور صاحب تقویٰ بزرگ تھے۔آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا قلمی قرآن کریم موجود تھا اور ابھی بھی عملیات اوراذکار کی قلمی کتاب موجود ہے اور اِن کا سنِ وصال تقریباً 1903ء ہے اور مزار بہار شاہ بھکر میں اپنے پدرِ گرامی کے پہلو میں ہے۔آپ کے ایک ہی فرزند تھے پیر سید لالو احمد شاہؒ جو نہایت بابصیرت، رحم دل، سخی اور صاحب تقویٰ شخصیت تھے۔ان کی اولاد نرینہ نہیں تھی سن وفات تقریباً 1951ء ہے مدفن بہار شاہ بھکر میں والد گرامی کے پہلو میں ہے۔اس دور میں سردار اللہ داد خان نوانی، سردار عبداللہ خان شہانی، سردار محمد عظیم خان شہانی (جھمٹ)، سردار شاہ نواز خان شہانی، سردار لشکر علی خان شہانی، سردار غلام قاسم خان شہانی، پیر سید غلام قادر شاہ، آغا سید شرف حسین شاہ، مولوی غلام علی لنگاہ، مولوی احمد علی لنگاہ، شہزادہ سید خادم حسین (چھینہ)، سردار شیر محمد خان شہانی، سردار غلام حسن خان شہانی، سردار محمد افضل خان ڈھانڈلہ، ملک عطاء محمد اتراء اور رب نواز خان نوانی یہ سبھی سیاسی، سماجی اور مذہبی شخصیات پیر سید لالو احمد شاہ کے معاصرین اور ہم نشین

(i) یادِ ایام قلمی

تھے۔ان کا آپس میں محبت اور باہمی احترام کا رشتہ تھا۔

☆ پیر سید محمد بخش شاہ حسنی گیلانیؒ

آپ کے دوسرے فرزند تھے سن وفات تقریباً 1908ء ہے اور مدفن دربار میلو سلطان ھیلاں منڈی بہاؤالدین ہے۔آپ کے اکلوتے فرزند سید شیر شاہؒ تھے جن کا سن وفات تقریباً 1946ء ہے اور مدفن بہار شاہ بھکر ہے۔

☆ پیر سید گل حیدر شاہ حسنی گیلانیؒ

اپنے چچا بزرگوار سید سخی شیر بادشاہ حسنی گیلانیؒ کے داماد تھے زیادہ تر زندگی ملکیھی میں بسر کی۔جہاں انکا 114 کنال رقبہ تھا،شہانی میں بھی آمد ورفت رہتی تھی یہاں بھی ان کی جائیداد تھی ۔1911ء میں وفات ہوئی بہار شاہ بھکر میں مدفون ہیں پیر سید امام بخش شاہ ایک ہی فرزند تھے (متوفی 1942ء) جن کے دو فرزند: پیر سید حسن بخش شاہ اور پیر سید مٹھو شاہ تھے۔

پیر سید حسن بخش شاہ کے پانچ فرزند ہیں: حاجی سید غلام عباس شاہ،سید فدا حسین شاہ،سید الطاف حسین شاہ،سید ریاض حسین شاہ اور سید مرید عباس شاہ

پیر سید مٹھو شاہ کے دو فرزند ہیں: پیر سید شاہد حسین شاہ گیلانی اور سید اعجاز حسین شاہ

☆ پیر سید غلام حسن شاہ اول حسنی گیلانی

آپ کے چوتھے فرزند تھے۔صاحب کرامت اور متقی شخصیت تھے قوم جنات میں بھی عزت، پذیرائی اور تعظیم کی جاتی تھی وہ اپنی شادیوں میں دُعا اور برکت کے لیے لے جاتے تھے لیکن کھانا آپ اپنے گھر کا تناول فرماتے تھے سن وفات تقریباً 1914ء ہے اور مدفن بہار شاہ بھکر ہے۔آپ کے دو عقد اور دو فرزند تھے پیر سید مرید حسین صابریؒ

اور پیر سید قائم الدین شاہؒ

بڑے فرزند پیر سید مرید حسین حسنی گیلانیؒ تھے جو صبر و رضا کا پیکر تھے اپنی عمر کے آخری 20 سال مستقلاً ھیلاں میں مقیم رہے دو عقد اور تین فرزند تھے سید لعل حسین شاہ، سید سردار علی شاہ، سید عاشق حسین شاہ (متوفی 2002ء) بڑے فرزند سید لعل حسین شاہ آپ کو ازحد محبوب تھے جب وہ عالم شباب میں خدا کو پیارے ہوئے تو یہ صدمہ آپ پر شاک گزرا اور ان کے وصال کے فقط 9 گھنٹے بعد ہی آپ کی وفات ہوگئی یہ تقریباً 1928ء تھا دونوں باپ بیٹا کی دربار میلو سلطان ھیلاں میں اکٹھی مزاریں ہیں۔ دوسرے فرزند سید سردار علی شاہ محبّ اہلبیتؑ، درویش کامل اور باکردار شخصیت تھے۔ اردو اور فارسی ادب میں کامل دسترس رکھتے تھے۔ اشعار گوئی، مرثیہ گوئی، بحر خوانی میں واحد و یکتا تھے 1994ء میں وفات ہوئی۔ ان کے دو فرزند تھے سید کرامت حسین شاہ اور سید غلام عباس شاہ

سید کرامت حسین شاہ 1995ء میں بطور پولیس آفیسر ریٹائرڈ ہوئے۔ 5 مرتبہ کے زائر مقامات مقدسہ تھے اور اعلیٰ درجہ کے عزادار امام حسینؑ تھے۔ 2012ء میں وفات ہوئی۔ ان کے اکلوتے فرزند سید قمر عباس شاہ ہیں۔

دوسرے فرزند سید غلام عباس شاہ PPP بھکر کے نائب صدر، چیئرمین عشر زکوٰۃ کمیٹی رہے شہید جمہوریت محترمہ بے نظیر بھٹو سے متعدد ملاقاتیں کیں۔ قائد شہید علامہ سید عارف حسین الحسینیؒ اور فخر ملت سید وزارت حسین نقوی مرحوم کے اولین ساتھیوں میں سے تھے۔ نڈر، بے باک اور صاحب مطالعہ تھے۔ زائر مقامات مقدسہ تھے اور پیری مریدی کا وسیع سلسلہ تھا۔ 2001ء میں وفات ہوئی۔ ان کا اکلوتا فرزند بندہ حقیر ناچیز راقم الحروف ہے۔

پیر سید غلام حسن شاہ اولؒ کے دوسرے فرزند پیر سید قائم الدین شاہؒ جو فقر و شرع کا پیکر تھے کم وسائل کے باوجود زیارات مقامات مقدسہ سے مشرف ہوئے۔ اپنے چچا

بزرگوار سید گل حیدر شاہؒ کے داماد تھے 1955ء میں وصال ہوا، پیراں والا شہانی میں مدفون ہیں 3 فرزندان تھے سید مہتاب حسین شاہ، سید خادم حسین شاہ، اور سید غلام حسن شاہ ثانی

پیر سید مہتاب حسین شاہؒ پیکر حسن و جمال تھے بستی شکار پور سے حاجی پر شریف آتے ہوئے عالم شباب میں وصال پایا اور دربار نظام شاہؒ مدفون ہوئے۔ یہ تقریباً 1936ء تھا۔

پیر سید خادم حسین شاہؒ مخلص، دلیر اور صوم وصلوٰۃ کی پابند شخصیت تھے اور وسیع پیری مریدی تھی۔ ان کی وفات تقریباً 1993ء میں ہوئی۔ ان کے دو فرزند ہیں: پیر سید غلام علی شاہ اور پیر سید غلام مرتضیٰ شاہ ماشاءاللہ وسیع پیری مریدی ہے۔

پیر سید غلام حسن شاہ ثانیؒ بابصیرت، ذاکر شبیرؑ، ماہر قرآن خواں، پابند شریعت اور مسند نشین تھے۔ تحریک پاکستان میں حصہ لیا تقسیم ہند کے بعد مسلم لیگ پاکستان علاقہ بھکر نشیب کے صدر منتخب ہوئے اور مہاجرین کی آبادکاری میں کلیدی کردار ادا کیا۔ تقسیم ہند کے وقت مجبور و بے سہارا ہندو خاندانوں کو پناہ دی اور انہیں محفوظ مقام تک پہنچایا۔ ان کی فعالیت کی بناء پر سابق وفاقی وزیر مذہبی و سیاسی رہنما مولانا عبدالستار خان نیازی مرحوم نے پیراں والا پر انہیں کاغذاتِ صدارت عطا کیے۔ آپ کی کاوشوں سے عزاداری سید الشہداءؑ نے خوب فروغ پایا اور نظام پیری مریدی مستحکم ہوا۔ پیراں والا پر مسجد تعمیر کروائی۔ وفات 1991ء میں ہوئی آپ کے اکلوتے فرزند علامہ سید امیر حسین حسنی بفضل خدا بسبب استغاثہ امام زمانہؑ انگلینڈ سے حیرت انگیز اور کرشماتی طور پر پدر گرامی کی نماز جنازہ پر پہنچ گئے۔ موصوف عالم باعمل، خطیب بے بدل، شہید صدر کمپلیس راولپنڈی، امام بارگاہوں اور مساجد کے متولی ہیں (i) اور نقیب الاشراف و مسند نشین ہیں۔ انہوں نے استاذ العلماء سید محمد یار شاہ نقوی بخاریؒ، قائد ملت جعفریہ پاکستان علامہ سید ساجد علی نقوی اور قم

(i) امامیہ ڈائریکٹری: 311

المقدسہ سے اکتساب علوم وفیوض کیا۔عرصہ تیس سال سے انگلینڈ میں مقیم ہیں اور تبلیغات دین وترویج عزاداری میں مصروف عمل ہیں۔

☆مٹھا فقیر

نائی خاندان سے تعلق تھا۔فقیر منش اور اللہ والا تھا۔حضرت سید غلام حسن شاہ اول سے مکالمات اور باہم خوش طبعی مروی ہے۔ان کا مدفن ملتان میں ہے۔(i)

☆یادداشت

پیر سید کرم حسین شاہؒ اور ان کے بھائی پیر سید طالب حسین شاہؒ (متوفی 1941ء) اوائل میں یہاں شہانی میں مقیم تھے۔یہ سید عبدالوہاب گیلانیؒ بن سید عبدالقادر جیلانیؒ کی اولاد سے ہیں۔اب ان کی اولاد بستی آرائیاں والی میں سکونت پذیر ہے۔

مشہور ہے کہ پیر سید طالب حسین شاہ کی گھوڑی کو قوم عاشور شبیہہ ذوالجناح امام حسینؑ بنایا جاتا تھا۔

حضرت سید سخی شیر بادشاہ حسنی گیلانیؒ بن سید مرید شاہ غازی گیلانیؒ

(متوفی 1899ء بمطابق 1316ھ درابن کلاں ڈیرہ اسماعیل خان)

☆ولادت،نام اور لقب

حضرت سید مرید شاہ غازی حسنی گیلانیؒ کے گھر ولادت باسعادت ہوئی۔آپ کا نام ''شیر علی'' رکھا گیا۔لقب ''سخی'' اور ''بادشاہ'' تھے۔کچھ عرصہ اپنے والد گرامی قدر کے

(i) یادِ ایام قلمی

زیرسایہ اور زیرشفقت رہے۔ پاک ومنزہ ماحول میں تعلیم وتربیت پائی۔ فیضان الٰہی اور برکات باطنیہ اپنے والد بزرگوار سے حاصل کرتے رہے۔ اُن کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوکر خلعت خلافت سے سربلند ہوئے۔

☆سیرت وکردار

آپ صاحب کرامات وتصرفات بزرگ تھے۔ مجسمۂ فقروشرع اور اوصاف حمیدہ کے مالک تھے۔ سراپائے فقروغناء تھے، صاحب کمال بھی تھے اور صاحب جمال بھی۔ ہمہ وقت طالب رضائے پروردگار اور خوشنودئ محبوبؐ خدا اور اہلبیتؑ کریمہ تھے۔(i)

☆معروف عالم باعمل آغا سید شرف حسین اعلی اللہ مقامہ کو دعا

کہاجاتا ہے کہ معروف عالم دین محترم المقام آغا شرف حسین اعلی اللہ مقامہ (متوفی 1968ء) کو آپ نے دعا دی کہ ''اللہ تعالیٰ تم کو قرآن کی محبت عطا فرمائے'' یہ دعا کی تاثیر تھی کہ موصوف کی زندگی کا نصب العین ہی اشاعتِ قرآن کریم بن گیا۔ ترویج سیرت مبارکہ سید المرسلینؐ واہلبیت طاہرینؑ اور اشاعت ذکرِ حسینؑ میں آغا صاحب کی آپ بھرپور معاونت کرتے رہے۔

☆تبلیغ دین

سالکین، طالبین اور مریدین کو رشدوہدایت کیلئے دور ونزدیک کے سفر اختیار فرمائے۔ پروآ، ملیکھی، جنڈی بابڑ، جھوک جھنڈیر، گونسر اور گرہ مریدشاہ (ڈیرہ اسماعیل خان) اور شہانی (بھکر) تشریف لے جاتے رہے۔ آج بھی ان علاقوں میں آپ کے آستانے اور مساجد موجود ہیں۔ لوگ جوق درجوق حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔ آج بھی گرہ مریدشاہ میں آپ کی کرامت کا جنڈ موجود ہے۔ بابڑ، کلاچی بلوچ، نائی، گاڈی

i) یادِ ایام قلمی

بلوچ، کورائی اور جھنڈیر آپ کے قریبی مرید اور عقیدت مند تھے۔

☆ قرآن کریم کی تعظیم

روایت میں ہے کہ آپ نے ایک کورائی بلوچ سے وسیع قطعہ اراضی کا سودا طے کیا۔ جب کورائی بلوچ گھر پہنچا تو اُس کے بھائی اور بیٹے اس سودے سے خوش نہ ہوئے۔ اب وہ سارا گھرانہ بہت پریشان تھا کہ سخی شیر بادشاہؒ سے کس طرح بات کی جائے کیونکہ ایک تو یہ اصول سودا کی خلاف ورزی ہے دوسرا کہیں آپ ناراض نہ ہو جائیں تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ سرکار کے پاس قرآن اور سارا کنبہ قبیلہ لے جائیں جب وہ آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے کھڑے ہو کر قرآن کریم اپنے ہاتھوں میں لیا چوم کر سینے سے لگایا بہت گریہ کیا۔ اُن سے کہا اس قرآن پاک کے صدقے میں، میں آپ سے ناراض نہیں ہوں اور یہ 500 روپے چاندی کلدار بھی واپس لے جائیں کیونکہ آپ کائنات کے شہنشاہ کو میرے پاس لائے ہو تو یہ خالی ہاتھ نہ جائے بلکہ یہ اُس کا غلاف ہے یعنی زمین بھی نہ لی اور رقم بھی واپس کر دی۔

اس طرح آپ نے تعظیم قرآن کریم اور سخاوت کی اعلیٰ مثال قائم کی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ''سخی'' اور ''بادشاہ'' کے القاب سے ملقب ہوئے۔

☆ غریب مزارعین کو زمین بخش دی

انگریز بندوبستی افسر ایچ سینٹ جارج ٹکر (Tucker) جس نے گزٹ رپورٹ مرتب کی جو 1875ء میں منظور ہوئی اور 1884ء میں جاری ہوئی۔ مسٹر ٹکر نے سخی شیر بادشاہ حسنی گیلانیؒ سے کہا کہ آپ اپنی جائیداد کی تفصیل بتائیں تا کہ آپ کے نام پر درج کر دیں۔ آپ نے فرمایا جو اراضی میری اولاد کے پاس موجود ہے فقط وہی درج

کردیں اور میری وہ اراضی جس پر غریب مزارعین بیٹھے ہیں اور اپنے بچوں کی روزی کمارہے ہیں ''میں یہ اراضی اُن کو عطا کرتا ہوں'' جودوسخا کے پیکر سید سخی شیر بادشاہ حسنی گیلانیؒ نے سخاوت اور فیاضی کی داستان رقم کردی اور عمدہ روایت قائم کی۔

☆فرقہ بندی کی نفی

انگریز بندوبستی افسر مسٹر ٹکر(Tucker) نے جب آپ سے جب دریافت کیا کہ آپ کا فرقہ کونسا لکھوں تو آپ نے جواب دیا کہ مجھے فقط ''مسلمان محبّ اہلبیت علیہم السلام لکھ دو''۔

ہمیشہ اولیائے کرام نے فرقہ واریت سے بیزاری کا اظہار کیا ہے۔فرقہ واریت ایک ایسا دیمک ہے جس نے ہر دور میں اسلام کی جڑوں کو کھوکھلا کیا ہے جس سے اسلام دشمن عناصر کو تقویت ملی ہے۔جیسا کہ سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں:

ناں میں سنی، ناں میں شیعہ میڈا اڈوہاں توں دل سڑیا ہو
مک گئے سب خشکی دے پینڈے دریا وحدت وچ وڑیا ہو
کئی من تارے تر تر ہارے کوئی کنارے چڑھیا ہو
صحیح سلامت پار گئے جنہاں مرشد دا لڑ پھڑیا ہو

☆بستی چاہ غلام قادر شاہ والا کی بنیاد

شہانی سے ایک کلومیٹر شمال مشرق میں کنواں کھودا گیا، آستانہ قائم کیا۔آپؒ کے سب سے چھوٹے بیٹے سید غلام قادر شاہ حسنی گیلانیؒ نے یہیں سکونت اختیار کی بعد میں یہ کنواں پختہ کروایا گیا۔

چاہ غلام قادر شاہؒ پر ذاکر اہلبیتؑ سید عامر عباس ربانی کی زیر تولیت عظیم الشان

امام بارگاہ شہزادہ عون ومحمدؑ مکمل ہو چکا ہے۔ محافل عید میلادالنبیؐ اور مجالس عزائے حسینؑ جاری وساری ہیں۔

اپنے بھائی پیر سید غلام علی شاہ سے ملنے شہانی ''پیراں والا'' پر بھی تشریف لے جاتے رہے اور شہانی ہی میں موجود آستانہ ''مکان'' پر بھی رونق افروز ہوتے رہے۔ یہاں آہیر، ارائیں، اولکھ، مُڈڑے اور چھوہن مرید تھے۔

جہاں بھی گئے پرنور محافل منعقد کرتے رہے۔ لوگوں کو نور عرفانِ الٰہی اور نور محبت اہلبیتؑ سے آراستہ وپیراستہ کرتے رہے۔

☆ پیر سید غلام قادر شاہ حسنی گیلانیؒ

سخی شیر بادشاہ حسنی گیلانیؒ کے سب سے چھوٹے فرزند تھے۔ خدایاد، نیک سیرت اور صاحب تقویٰ شخصیت تھے۔ ہمہ وقت تلاوتِ قرآن کریم میں مشغول رہتے تھے۔ ہر بات میں آپ کا تکیہ کلام تھا ''مالک ملکاں دا فرمیندائے'' اور اس کے بعد آیت قرآنی سے استدلال کرتے تھے۔ کوٹلی امام حسینؑ (شہانی) کے ابتدائی بانیان میں سے تھے اور یہاں سب سے پہلی قبر انور آپ ہی کی ہے۔ آپ کے 6 فرزندان تھے: بڑے فرزند پیر سید عاشق حسین شاہ (متوفی 1987ء) جو پابند شریعت، صاحب مطالعہ، باتقویٰ شخصیت تھے (مولانا سید سعید عباس حسنی انہی کی اولاد سے ہیں) پیر سید طالب حسین شاہ (خدایاد اور برجستہ شخصیت تھے)، پیر سید فدا حسین شاہ، پیر سید خادم حسین شاہ، پیر سید فضل حسین شاہ (تہجد گزار اور نیک شخصیت تھے) اور پیر سید کرم حسین شاہ الحمدللہ ابھی بھی زندہ اور سلامت ہیں۔ صاحب علم وعمل، اعلیٰ درجے کے قرآن خوان اور محبِّ حسینؑ شخصیت

ہیں۔علاقہ تھل میں پیری مریدی ہے۔ان کے فرزند ذاکر اہلبیتؑ سید عامر عباس ربانی (i)صف اول کے ذاکر مسافرہ شاہ اور بہترین مصائب خوان ہیں ملک بھر میں مجالس عزاء پڑھتے ہیں اور شہرت اور اقبال کے بام عروج پر ہیں۔انہوں نے بیان ذکر حسینؑ کے رموز و اسرار استاد الذاکرین جناب مولوی مرید عباس لنگاہؒ (متوفی 2001ء) سے حاصل کیے ہیں۔

☆حضرت شاہ حسین شیرازیؒ کیساتھ ہمنشینی

حضرت شاہ حسین شیرازیؒ مدفن خانہ شریف (ڈیرہ اسماعیل خان) نے کچھ عرصہ حضرت سید سخی شیر بادشاہ حسنی گیلانیؒ کے زیر شفقت گزارا اور اکتساب فیوض و برکات کیا۔ آپؒ بھی صاحب کشف وکمال بزرگ تھے۔حضرت امام جعفر صادقؑ کی اولاد سے ہیں۔ جملہ خاندان اور بزرگان کے مزارات شاہ پور صدر سرگودھا میں ہیں۔سن وفات تقریباً 1890ہے۔آپکا نماز جنازہ سلطان الذاکرین سائیں سید علی شاہ کاظمی نے پڑھایا تھا۔اس مزار کے احاطے میں علم غازی عباس علمدار کے پاس سخی شیر بادشاہ کے بڑے فرزند پیر سید لعل حسین شاہ کا مزار ہے۔آپؒ کا مزار سال بھر مرجع خلائق عالم ہے اور سال بھر مرکز محافلِ میلاد النبیؐ اور مجالس عزائے حسینؑ ہے۔پہلے سید ذکی شاہ صاحب منتظم تھے اور اب ان کے صاحب زادے سید وسیم شاہ صاحب نظامت کرتے ہیں۔

☆حضرت سائیں سید علی شاہ کاظمیؒ چھینوی سے رفاقت

(ii)سرائیکی ادب کے معروف شاعر اور مداح اہلبیتؑ سائیں سید علی شاہ کاظمیؒ کی آپؒ سے قریبی رفاقت اور نیاز تھی۔آپ مصائب اہلبیت اطہارؑ میں مرثیہ گوئی اور نوحہ نویسی میں منفرد اور کمال شہرت رکھتے تھے۔وصال 1906ء میں ہے اور مزار چھینہ میں ہے۔شعر وسخن کے

(i)عزاداری سید الشہداءؑ:59 (ii)عزاداری سید الشہداءؑ:29

میدان میں غلام حیدر رفدا اور سید غلام حسن تائب نے بھی آپ سے استفادہ کیا۔

☆وصال کا واقعہ

کہا جاتا ہے کہ جب وصال کا وقت قریب ہوا تو آپ کا ایک ملنگ تھا جس کا نام محمود فقیر تھا جو آپ کا اعلیٰ درجے کا محبّ اور شیدائی تھا۔ آپ کو خیال گزرا کہ میرا وصال اس پر ناقابل برداشت ہوگا۔ چنانچہ اُس کو ایک رقعہ تحریر کر دیا کہ میرے دوست سائیں سید علی شاہ کو جا کر دو۔ وہ سفر کرتا کرتا جب سائیں سید علی شاہ کے پاس پہنچا تو وہ اپنی بستی سے باہر نکل کر بحالت کرب و غم ٹہل رہے تھے۔ سائیں سید علی شاہ بولے آپ کا مرشد تو خدا کو پیارا ہو گیا ہے۔ یعنی اُن کو سخی شیر بادشاہ کے وصال کا بذریعہ کشف علم ہو چکا تھا۔

وصال اُسی دن درابن کلاں میں ہوا تھا۔ یہ تقریباً 1899ء بمطابق 1316ھ تھا۔ اپنے والد گرامی سید مرید شاہ غازیؒ کے پہلو میں دفن ہیں۔ مزار سال بھر مرجع عام و خاص ہے۔

محمود فقیر کا مزار ''پیر تھلا'' چاہ غلام قادر شاہ والا شہانی میں ہے۔

☆اولاد

آپ کے 4 عقد اور 7 فرزندان تھے۔ آپ کی اولاد ان ساتوں فرزندان سے چلی۔ 6 بیٹوں کی اولاد ملیکھی، ببر پکا اور گرہ مرید شاہ (ڈیرہ اسماعیل خان) میں ہے جبکہ ایک فرزند پیر سید غلام قادر شاہ کی اولاد چاہ غلام قادر شاہ والا شہانی میں ہے۔ سات فرزندان کے اسماء گرامی یہ ہیں: پیر سید لعل حسین شاہ (متوفی 1936ء) (پیر سید کرم حیدر شاہ پابرہنہ انہی کے فرزند تھے)، پیر سید احمد شاہ (معروف ذاکر اہلبیتؑ سید ساغر عباس شاہ ملیکھی انہیں کی اولاد میں سے ہیں)، پیر سید مصطفیٰ شاہ، پیر سید شاہ محمد شاہ (ان کے فرزند سید سردار بخش شاہ معزز، نامور اور زمیندار شخصیت تھے)، پیر سید فتح محمد شاہ، پیر سید خالقداد شاہ، پیر

سید غلام قادر شاہ (متوفی 1951ء)

پیر سید ناصر حسین شاہ مرحوم آپ کے نواسے سید محمد بخش شاہؒ کے فرزند تھے۔ صاحب کشف اور باتقویٰ شخصیت تھے۔

حضرت پیر سید بہار شاہ حسنی گیلانیؒ بن سید غلام غوث گیلانیؒ

(1854ء بمطابق 1270ھ بہار شاہ بھکر)

☆ نام، ولادت، ابتدائی حالات

آپؒ کا نام ''بہار شاہ'' تھا۔ سید غلام غوث حسنی گیلانیؒ بن سید نظام الدین حسنی گیلانیؒ کے گھر ولادت ہوئی جو سید نظام الدین بری حسنی گیلانیؒ کے چھوٹے فرزند تھے۔ معروف محقق مہر نور محمد تھند مرحوم نے اپنی کتاب ''اولیائے بھکر'' میں آپ کا تذکرہ کیا ہے۔ (i)

صاحب کمالات وتصرفات تھے۔ والد بزرگوار سے خلعت خلافت حاصل کی ہوئی تھی اور اُن کے علوم واسرار مخفی کے وارث تھے۔ حلقۂ ارادت بہت وسیع تھا۔ ضلع لیہ، تونسہ شریف، جھوک بہار (کوٹ قیصرانی)، کھوئی بہارا (دامان) اور وچویں بالا میں مریدین اور عقیدت مند بکثرت ہیں۔

☆ مرید کو غرق آب سے بچایا

شہانی میں اپنے آستانہ عالیہ جسے ''مکان'' کہا جاتا ہے رونق افروز تھے ساتھ مصاحبین بھی بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے اچانک ہاتھ کو ایسے حرکت دی جیسے کسی کو نکالا جاتا ہے جب ہاتھ واپس آیا وہ کہنی تک پانی میں تر تھا سب حیران ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ جب پوچھا گیا تو آپؒ نے فرمایا ''میرا ایک مرید پانی میں ڈوب رہا تھا۔ مجھے مدد کیلئے پکارا تو میں نے اُسے پانی سے نکال لیا'' سبحان اللہ!!!

☆ وصال

(i) اولیائے بھکر: 156، یادِ ایام (قلمی)

تقریباً 1854ء بمطابق 1270ھ میں شہانی میں وصال پایا۔ بھکر میں دفن ہوئے۔مزار مرجع خلائق ہے۔آپؒ کی نسبت کی وجہ سے قبرستان اور ملحقہ محلّہ کو بہار شاہؒ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔مشہور ہے کہ یہاں 60 کنال اراضی بھی آپ کے نام پر تھی۔

☆اولاد

آپؒ کے دو فرزند تھے لیکن اولاد فقط سید کامل شاہؒ حسنی گیلانی سے آگے چلی ہے۔آپؒ کی جملہ اولاد شہانی میں ہے۔

ان کے دو فرزندان سید فضل حسین شاہ اور سید حیدر شاہ تھے۔

سید فضل حسین شاہ کے اکلوتے فرزند سید اللہ بخش شاہ تھے ان کے چار فرزند تھے: سید ملازم حسین شاہ، سید خادم حسین شاہ، سید فدا حسین شاہ اور سید عاشق حسین شاہ

پیر سید فدا حسین شاہ اور سید محمد بخش شاہ اسی خانوادے سے تھے۔مولانا سید اقبال حسین حسنی بھی اسی خانوادے سے ہیں۔

آپ کے خاندان میں سے سید حامد علی شاہ مرحوم پہلے لائسنسدار جلوسِ تعزیہ حضرت امام حسینؑ تھے اور بانی کوٹلی امام حسینؑ شہانی تھے۔جہاں عرصہ دراز سے ارائیں خاندان کے مالی تعاون خصوصاً حاجی غلام رضا صاحب اور حاجی محمد اشرف صاحب سے شبیہہ روضہ مبارک حضرت امام حسینؑ تعمیر ہو چکا ہے۔

☆مؤلف کتاب ہذا کا شجرہ نسب

سید محمد عباس حسنی گیلانی بن سید غلام عباس شاہ بن سید سردار علی شاہ بن سید مرید حسین صابری بن سید غلام حسن شاہ بن سید غلام علی شاہ بن سید مرید شاہ غازی بن سید نور حسن نوری حضوری بن سید نظام الدین بری بن سید علی معشوق اللہ بن سید عمر معشوق ربانی بن سید ہدایت اللہ بن سید احمد معشوق الدین بن سید عبدالجلیل بن سید محمد ابراہیم بن سید شرف الدین یحییٰ ثانی بن سید احمد ثانی بن سید علاء الدین علی الہاشمی بن سید شہاب الدین

احمد ثانی بن سید شرف الدین قاسم بن سید محی الدین یحییٰ بن سید نور الدین حسین بن سید علاء الدین علی بن سید شمس الدین محمد بن سید شرف الدین سیف الدین یحییٰ بن سید ظہر الدین شہاب الدین احمد بن سید محی الدین ابونصر محمد بن سید عماد الدین ابو صالح نصر بن سید تاج الدین عبدالرزاق بن سید محی الدین عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی بن سید ابو صالح موسیٰ (محمد) بن سید عبداللہ الصالح بن سید یحییٰ الزاہد بن سید محمد الرومی بن سید داؤد الامیر بن سید موسیٰ الثانی بن سید عبداللہ الرضا بن سید موسیٰ الجون بن سید عبداللہ المحض بن سید حسن المثنیٰ بن امام حسن السبط بن امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہم السلام۔(i)

تقریباً سال بھر کی محنت شاقہ اور جہدِ مسلسل کے بعد آج 12 اگست 2017ء یہ کتاب مستطاب پایہ تکمیل تک پہنچی۔ الحمد للہ رب العالمین

i) مبسوطہ نسب و مصدقہ ریکارڈ فائل نمبر 99

کتابیات ﴿مصادر و مراجع﴾

☆ ابو جعفر محمد بن جریر، متوفی 310ھ
تاریخ طبری اردو (مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی 1986ء)
☆ ابو الحسن علی بن حسین المسعودی متوفی 346ھ
مروّج الذھب و معادن الجواہر (مطبوعہ بیروت لبنان 1965ء)
☆ علی بن حسین بن محمد ابو الفرج اصفہانی، متوفی 356ھ مقاتل الطالبین
☆ شیخ مفید محمد بن محمد بن نعمان، متوفی 413ھ الارشاد مطبوعہ قم ایران
☆ امام راغب اصفہانی (متوفی 502ھ)
المفرادات فی غریب القرآن (مطبوعہ لاہور 1963ء)
☆ علامہ حافظ عبد الکریم سمعانیؒ (التوفی 562ھ)
الانساب (مطبوعہ حیدر آباد 1982ء)
☆ امام ابو الفرج عبد الرحمٰن ابن جوزی (التوفی 597ھ)
المنتظم فی تاریخ الامم (مطبوعہ بیروت لبنان 1992ء)
☆ شہاب الدین بن عبد اللہ یاقوت حموی (متوفی 626ھ)
معجم البلدان (مطبوعہ بیروت لبنان 1979ء)
☆ علامہ ابن اثیر الجزری (التوفی 630ھ)
تاریخ ابن اثیر (مطبوعہ بیروت 1386ھ)
☆ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی
(التوفی 632ھ) عوارف المعارف (مطبوعہ بیروت لبنان 1999ء)

☆ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی الطائی، الاندلسی (المتوفی 639ھ)
الفتوحات المکیہ (مطبوعہ بیروت لبنان)
☆ مورخ ادیب حافظ محبّ الدین محمد ابن نجار (المتوفی 643ھ)
تاریخ ابن نجار (مطبوعہ بیروت لبنان 1955ء)
☆ حافظ شہاب الدین عبدالرحمٰن ابوشامہ (متوفی 665ھ)
الذیل علی الروضتین (مطبوعہ بیروت لبنان 1974ء)
☆ شیخ الاسلام امام محی الدین نووی شافعی (المتوفی 676ھ)
بستان العارفین
☆ شمس الدین ابوالعباس احمد بن محمد المعروف ابن خلکان (المتوفی 681ھ)
وفیات الاعیان (مطبوعہ بیروت لبنان 1398ھ)
☆ جلال اعظم سید جلال الدین سرخپوش بخاریؒ (المتوفی 690ھ)
تحفۃ الاسرار
☆ شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی (المتوفی 728ھ)
فتح الباری بشرح صحیح البخاری (مطبوعہ مصر 1319ھ)
☆ امام شمس الدین ذہبی المحدث (المتوفی 748ھ)
سیر اعلام النبلاء مطبوعہ بیروت (لبنان)
☆ نورالدین علی بن یوسف شطنوفی، متوفی 713ھ
بہجۃ الاسرار و معدن الانوار (مطبوعہ مصر 1330ھ)
☆ ابوعبداللہ محمد بن محمد بن احمد بن محمد بن عبداللہ الجزی الکلبی الغرناطی)(758ھ)
الانوار فی نسب آل النبی المختارؐ (صفحہ 24 تا 86)

ناشر:(مکتبہ آیت اللہ العظمیٰ المرعشی النجفی قم المقدسہ ایران2010ء)

☆ محمد بن شاکر بن احمد الکتبی (المتوفی764ھ)

فوات الوفیات (مطبوعہ بیروت لبنان1973ء)

☆ مورخ حافظ عماد الدین ابن کثیر الدمشقی الشافعی (المتوفی774ھ)

البدایہ والنھایہ (مطبوعہ، بیروت، لبنان)

☆ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاری اچویؒ (المتوفی785ھ)

خزانہ جلالی

☆ حافظ عبدالرحمٰن بن شہاب الدین احمد، ابن رجب (المتوفی795ھ)

الذیل علیٰ طبقات الحنابلہ (مطبوعہ بیروت لبنان1342ھ)

☆ علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون (المتوفی808ھ)

تاریخ ابن خلدون (مطبوعہ بیروت لبنان1999ء)

☆ علامہ کمال الدین الدمیری المصر ی الشافعی (المتوفی808ھ)

حیات الحیو ان مطبوعہ، بیروت، لبنان

☆ جمال الدین احمد بن علی، ابن عنبہ (المتوفی828ھ)

عمدۃ الطالب فی نسب آل ابی طالب (مطبوعہ نجف اشرف عراق)

☆ جمال الدین ابو یوسف، ابن تغری بردی (المتوفی874ھ)

النجوم الزاھرۃ فی ملوک مصر والقاہرہ (مطبوعہ مصر1935ء)

☆ علامہ نسابہ محمد کاظم بن ابوالفتوح بن سلیمان یمانی موسوی (نویں صدی ہجری)

النفحۃ العنبریہ فی انساب خیر البریہ ناشر مکتبہ آیت اللہ العظمیٰ مرعشی نجفی، قم ایران1419ھ

☆ علامہ نسابہ سید محمد بن احمد بن عمید الدین الحسینی النجفی (نویں، دسویں صدی ہجری)

بحرالانساب (المشجر الکشاف اصول السادۃ الاشراف)

☆ علامہ عبدالرحمٰن جامی ہروی (التوفی 897ھ) نفحات الانس فی حضرات القدس (مطبوعہ تہران ایران 1337ھ)

☆ علامہ حافظ جلال الدین سیوطی (التوفی 911ھ)

تاریخ الخلفاء

لب اللباب فی تحریر الانساب

☆ محمد بن یحییٰ تادفی، متوفی 963ھ

قلائد الجواہر اردو (مترجم: محمد عبدالستار قادری، مطبوعہ لاہور 2009ء)

☆ امام عبدالوھاب شعرانی (التوفی 973ھ)

لواقع الانوار فی طبقات السادہ الاخیار

☆ علامہ نسابہ سید محمد بن حسین بن عبداللہ حسینی سمرقندی مدنی (التوفی 996ھ)

تحفۃ الطالب بمعرفۃ من ینتسب الی عبداللہ وابی طالبؑ

بتحقیق شریف انس کتبی حسنی (مطبوعہ قم المقدسہ ایران 1418ھ)

☆ ملا علی قاری (التوفی 1014ھ)

نزھۃ الخاطر الفاتر اردو، مترجم اقبال احمد فاروقی (مطبوعہ لاہور)

☆ خاتم المحدثین شیخ عبدالحق محدث دھلوی (التوفی 1052ھ)

اشعۃ اللمعات، (تیج کمار لکھنؤ، 1964ء)

اخبار الاخیار (مطبع احمدی لاہور، 1270ھ)

☆ شہزادہ محمد داراشکوہ (التوفی 1070ھ)

سفینۃ الاولیاء (مطبع نول کشور لکھنؤ، 1872ء)

☆ سید سعد اللہ قادری بن سید عبد الرحمٰن حسینی موسوی رضوی
بحر السرائر فی مناقب عبد القادر (آغاز بارھویں صدی ہجری)

☆ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (المتوفی 1180ھ)
الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ (مطبع احمدی دہلی، 1311ھ)
انفاس العارفین

☆ شیخ محمد بن علی الصبان الشافعی (المتوفی 1206ھ)
اسعاف الراغبین (مطبوعہ مصر 1306ھ)

☆ علامہ ابوالفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی بغدادی (المتوفی 1270ھ)
تفسیر روح المعانی (آیۂ تطہیر) مطبوعہ بیروت لبنان 1225ھ

☆ علامہ مفتی غلام رسول لاہوری (المتوفی 1307ھ)
زینۃ الاصفیاء مطبوعہ لاہور، 1410ھ

☆ علامہ سید مومن بن حسن شبلنجی مصری (المتوفی 1308ھ)
نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار مطبوعہ مصر

☆ مولوی محمد مرید محی الدین پشاوری
حجۃ البیضاء فی رد اہل طغیٰ مطبوعہ شہابی بمبئی، 1319ھ

☆ میر شمس الدین سامی رومی (المتوفی 1322ھ)
قاموس الاعلام

☆ علامہ نسابہ سید جعفر الاعرجی (المتوفی 1332ھ)
مناہل الضرب فی انساب العرب (مطبوعہ قم المقدسہ، ایران 1419ھ)

☆ علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی (المتوفی 1350ھ)

جامع کرامات الاولیاء (مطبوعہ بیروت لبنان)

☆ میرزا محمد باقر موسوی خوانساری اصفہانی (المتوفی 1895ء)

روضات الجنات فی احوال العلماء والسادات

ناشر: مکتبہ اسماعیلیان قم المقدسہ (ایران)

☆ سید محبوب علی داتوی متوفی 1935ء

بحرالجمان (مطبوعہ بجنور انڈیا 1327ھ)

☆ سید علی اشرف صادقی

خورشید عرفان پیر گیلان ناشر: منوچہری طہران (ایران)

☆ مفتی غلام رسول (لندن۔ برطانیہ)

حسب ونسب ناشر: انجمن فاطمہ یو۔ کے

☆ علامہ نسابہ شیخ عبدالرحمٰن بن عبدالقادر الفاسی

جوہرۃ العقول فی ذکر آل رسولؐ

☆ آیۃ اللہ استاد شہید مرتضیٰ مطہری

آشنائی با علوم اسلامی ناشر: انتشارات صدرا، تہران (ایران)

☆ سید نجم الحسن فضلی

اشراف عرب

☆ ڈاکٹر سید فضل علی شاہ موسوی صفوی خلخالی زادہ

شجرۃ طیبۃ ناشر: آیت اللہ الشیخ عبداللہ مجد الفقہی بروجردی قم المقدسہ (ایران)

☆ علامہ نسابہ سید مہدی رجائی موسوی

المعقبون من آل ابی طالب علیہ السلام 1427ھ

ناشر: موسسہ عاشوراء قم المقدسہ (ایران)

☆ سید راجن شاہ گیلانی ملتانی
دلیل المتحیرین (مطبوعہ لاہور 1915ء)

☆ مولوی سید امام الدین نقوی، گلشن آبادی
تذکرۃ الانساب (مطبوعہ دہلی، 1322ھ)

☆ محمد عبد الجبار ملکاپوری حیدر آبادی
تذکرہ اولیائے دکن مطبع رحمانی حیدر آباد دکن انڈیا

☆ سید تجمل حسین بخاری اچوی
باغِ سادات (طبع اول، 1945ء مطبوعہ لاہور)

☆ خاتم المحدثین، شیخ عباس قمی، متوفی 1359ھ
منتھی الآمال فی ذکر النبیؐ والآل (اردو) مترجم: علامہ سید صفدر حسین نجفی
مطبوعہ لاہور 1414ھ

☆ سید امداد حسین کاظمی مشہدی
افضلیت السادات (طبع اول، 2014ء)

☆ علامہ یونس ابراہیم السامرائی
الشیخ عبد القادر الکیلانی حیاتہ وآثارہ (مطبوعہ بغداد عراق 1988ء)

☆ محمد دین کلیم
تذکرہ مشائخ قادریہ (طبع اول، 1975ء)

☆ سید طاہر علاء الدین گیلانی متوفی 1991ء
تذکرہ قادریہ (مطبوعہ لاہور 1997ء)

☆ محمد احسان مجددی سرہندی نقشبندی

روضۃ القیومیہ جلد3 (طبع چہارم، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور، 2002ء)

☆ پیر سید ظفر عباس گیلانی ڈپٹی اٹارنی جنرل آف پاکستان

شجرہ گلستان امام حسنؑ (طبع اول، 2016ء)

☆ مہر نور محمد تھند

اولیائے بھکر (طبع اوّل 2009ء)

تاریخ بھکر (طبع اوّل 2006ء)

☆ ڈاکٹر محمد حسین آزاد قادری

شجرہ خانوادہ رزاقیہ گیلانیہ

تاریخ مشائخ قادریہ رزاقیہ (طبع اول، 2003ء)

فیضان قادریہ رزاقیہ (طبع دوم، 2004ء)

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کی سیادت نسبی (طبع اول، 2009ء)

☆ پروفیسر رانا غلام یٰسین، جام پور

راجن پور کی خانقاہیں، (مطبوعہ لاہور 2014ء)

☆ علامہ عابد عسکری لاہور

قوم جنات، (طبع اوّل 2012ء)

☆ سید غلام عباس نقوی سیالکوٹ

کتاب الآثار (طبع اول، 2016ء)

☆ سلطان محمد نجیب الرحمٰن

حضرت سلطان باہوؒ مطبوعہ لاہور 2016 ء

☆ پروفیسر خادم حسین لغاری، ڈی جی خان
رہنمائے مبلغین (طبع اول، 2011ء)

☆ سید صابر حسین گیلانی
خزینۃ الانساب (طبع اول، 2013ء)

☆ امام بخش جام پوری
حدیقۃ الاسرار فی اخبارِ الابرار

☆ صفدر حسین ڈوگر کربلائی چیف ایڈیٹر
ماہنامہ پیامِ زینبؑ، نومبر 2016ء شمارہ نمبر 240

☆ سید محمد ثقلین کاظمی مرحوم
امامیہ ڈائریکٹری، مطبوعہ لاہور 2001ء

☆ جناب اقبال حسین خان کندانی
زبورِ مودت اوّل، مطبوعہ اسلام آباد 2004ء

☆ سید خاور نقوی
عزاداری سید الشہداءؑ حصہ دوئم، مطبوعہ اسلام آباد 2016ء

﴿مخطوطات﴾

☆ سید علی اصغر گیلانی
شجرۃ الانوار، سنِ تحریر: 1193ھ

☆ مملوکہ مؤلف کتاب ہذا
مبسوط نسب (قلمی)

☆ مملوکہ خلیفہ غلام محمد لنگاہ اوچ شریفؒ
شجرہ نسب سادات عالی درجات حسنی حسینی گیلانی حضرات

☆ دربار حضرت سید محمد شریف گیلانی لاہور
مصدقہ ریکارڈ فائل نمبر 99

☆ استاد فضل عباس شہانوی، متوفی 2001ء
یادایام مملوکہ علامہ سید امیر حسین حسنی (آکسفورڈ انگلینڈ)

☆ حضرت سید عفیف الدین حسینیؒ،
مفتاح العارفین، مملوکہ دربار سدرہ شریف ڈیرہ اسمٰعیل خان

☆ سید علی اکبر گیلانی مرحوم سابق پروڈیوسر پی ٹی وی اسلام آباد
تاریخ آل حسنؑ

☆ ویب سائٹ: www.ahbabhusain.net

فہرست